ماہنامہ

النجم



جون 2025

ایڈیٹر : ابو حیان سعید

ماہنامہ

النجم

جون 2025

ایڈیٹر : ابو حیان سعید

فہرست مضامین :

ایڈیٹوریل

آخر وفاق کیا چاہتا ھے ؟

پہلے گولڈ اور کاپر مائنز کے نام پر بلوچستا ن کو آگ و خون میں نہلایا ، پنجاب کے کسان سے گندم نہ خرید کر ظلم کیا اور پورے ملک کو گندم کے بحران میں مبتلا کرنے کی سازش ، طویل عرصے سے 80 فیصد ٹیکس دینے والے کراچی کو بجلی، گیس ، پانی کے شدید بحران میں جان بوجھ کر مبتلا رکھنا ، پھردریائے سندھ کے پانی پر کارپوریٹ فارمنگ کے نام پر قبضہ ، اوراب خیبرپختونخواہ مائنز اینڈ منرلز ایکٹ 2025 ،

ہوشیار خبردار ، بلوچستان کے بعد خیبرپختونخواہ کے قیمتی ترین معدنیات پر نظر بد -- خیبرپختونخواہ کے معدنیات لوٹنے کی تیاریاں ---
"خیبرپختونخواہ مائنز اینڈ منرلز ایکٹ 2025 کے نام سے
خیبر پختونخواہ اسمبلی میں جو منرل بل 4 اپریل 2025 کو پیش کیا گیا ہے ۔ یہ وھاں کے انتہائ قیمتی ترین معدنیات کو لوٹنے کی سازش ہے ۔ خیبر پختون خواہ کے قیمتی ترین قدرتی معدنی وسائل جن کی مالیت ہزاروں ارب ڈالر کی ہے اپ ذرا غور سے سنیے گا ، وھاں ہزاروں ارب ڈالر کے معدنی ذخائر ہیں اور جن کو قبضہ کرنے کے لیے خیبر پختونخواہ اسمبلی کے ذریعے پی ٹی آئ کے عقل سے بالکل فارغ ممبران اسمبلی نے جی ایچ کیو کے اشارے پرمائنز اینڈ منرلز بل پیش کیا گیا ہے اور اس میں ایسی ایسی دفعات ہیں جنکی رو سے ایسی اتھارٹی بنانے کی سازش ھے کہ اس منرل اتھارٹی کی اپنی وردی پوش فورس ہو گی اور اس منرل اتھارٹی کا ڈائریکٹر جنرل وفاق سے آ ۓ گا، تو جناب جی ایچ کیو وفاقی حکومت کو موچڑے مار مار کر اس عہدے پر کسی لیفٹیننٹ جنرل کو بٹھا دے گا اور وہ اپنی مرضی سے ان حد سے زیادہ نایاب قیمتی ترین معدنیات کے ساتھ کیا کرے گا ؟ کیا یہ بتانے کی بھی ضرورت ھے ! اس ڈائریکٹر جنرل کومن مانی کرنے سے کون روک سکے گا ؟ ۔ ایسے

ھی خواب بلوچستان کے عوام کو دکھا کر سونے اور تانبے کے ذخائر کی لوٹ مار میں سے اپنا نقد کئ ارب ڈالر کمیشن وصول کر کے بین الاقوامی کمپنیوں کو بھگا دیا گیا جس کا اربوں ڈالر کا جرمانہ بین الاقومی عدالتوں میں قوم کو ادا کرنا پڑ رھا ھے ۔
اسی قسم کا کام اب خیبرپختونخواہ میں کرنے کی تیاری ھے ۔
اس تیار بل کو اسمبلی میں پیش کرنا خیبرپختونخواہ کے عوام کے ساتھ غداری ھے ۔
خیبرپختونخواہ کے عوام کو چاہیئے کہ اسمبلی کا گھیراؤ کر کے اس قسم کے کسی بھی پختونخواہ دشمن بل کو واپس کروایا جائے اور پی ٹی آئ ارکان اسمبلی سے استعفیٰ لیا جائے ۔
اس بل کی کاپی راقم کے پاس موجود ہے اگر کسی کو چاہیے تو رابطہ کر سکتا ہے ۔
ھمارا پھر یہی سوال ھے --
آخر وفاق کیا چاہتا ھے ؟

پاکستان میں فارمی وزیر اعظم ھوں ، وفاقی کابینہ ھو ، جی ایچ کیو ھو ، آج کل ھر شخص کو منرل ڈویلپمنٹ کا بخار چڑھا ھوا ھے !
امریکہ سے ایک کلرک لیول کا بندہ آکر پورے ملک کو منرل ڈویلپمنٹ کی پھکی بانٹ رھا ھے ! حتی کہ جی ایچ کیو جا کر آرمی چیف کو بھی یہی پھکی کھلا دی ۔
54 افریقی ممالک سونے ، ڈاائمنڈ اور دیگر قیمتی دھاتوں و معدنیات کی عا لمی پیداوار کا سب سے بڑا سورس ھیں ، لیکن افریقن ممالک کے عوام کی حالت زار ملاحظہ فرمائیے ، بدن پر پھٹے پرانے کپڑے ، کھانے کو مناسب خوراک نہی ، علاج کے لیئے اسپتال اور دوائ نہی، پینے کو صاف پانی نہی ، دنیا بھر میں بے روزگاری سب سے زیادہ ، انفرا اسٹرکچر زیرو لیکن سونا ، ڈائمنڈ ، قیمتی دھاتوں کی پروڈکشن ھزاروں ارب ڈالرزکی ھوتی ھے ! دنیا بھر کی ڈائمنڈ مارکیٹ میں کانگو ، موزمبیق، ساوتھ افریقہ ، گھانا ، اریٹیریا کے

اعلیٰ کوالٹی کےکھربوں ڈالرکے ہیروں کی زبردست کھپت ھے ، آخر یہ کھربوں ڈالر جاتے کہاں ھیں ؟ ان ممالک کے عوام تو ھمیشہ سے برے حال میں ھے ! افریقہ سے ھر سال ساڑھے چار سو ٹن سے زائد سونا صرف دبئ کی مارکیٹ میں آتا ھے جسکی مالیت 40 ارب ڈالر سے زائد ھے اس کے علاوہ جوسونا یورپ و امریکا جاتا ھے اسکی مالیت کا اندازہ لگانا بہت مشکل ھے ۔ اسکے علاوہ تانبے و دیگر قیمتی دھاتوں کی پیداوار بھی ھزاروں ٹن ھے جنکی مالیت کھربوں ڈالر ھے ، اب سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ ھیروں ، سونا اور قیمتی دھاتوں کی پیداوار کا مرکز افریقہ کسمپرسی کی حالت میں کیوں ھے ؟

اگر سونا ، ھیرے ، قیمتی دھاتیں و معدنیات ھی عوامی ترقی کے عوامل ھوتے تو لوگ یورپ و امریکا کی بجائے افریقی ممالک میں جا بستے ! البتہ افریقی ممالک کے فوجی و غیر فوجی سربراھان اور حرامیہ بھی ھماری حرامیہ ھی کی طرح اپنے اربوں کھربوں ڈالر کی لوٹ مار اپنے عوام کی پہنچ سے بہت دور، بہت دور رکھتے ھیں۔

اب آتے ھیں اپنی پاک سرزمین کی جانب کہ قیمتی ترین نایاب دھاتیں و معدنیات بلوچستان اور خیبرپختونخواہ میں بہت بڑی مقدار میں موجود ھیں ،بین الاقوامی ادارے اندازے لگا رھے ھیں کہ ان معدنیات کی مالیت بیس لاکھ ارب ڈالر سے زائد ھے ۔ بلوچستان تو ھماری فوجی و غیر فوجی حکومتوں کی حرام کاریوں اور ھمارے تمام پڑوسی ممالک اور انٹرنیشنل مافیاز کی دخل اندازیوں کے باعث خونریزی کا شکار ھو چکا ھے تو ایسے ماحول میں خیبرپختونخواہ کے معدنیات کا محاذ کھولنا کہاں کی عقل مندی ھے ؟ فوجی و غیر فوجی حکمرانوں سے بلوچستان سنبھالا نہی جا رھا خیبرپختونخواہ میں انگلی دینے کی کوشش کی جا رھی ھے ! یہ تو ایسی مثال ھے کہ کسی آدمی سے ایک خونخوار بیوی سنبھالی نہی جا رھی دوسری معشوق تیار ھو رھی ھے ۔ اس معاشقے کا ایسا نتیجہ نکلے گا کہ نہ سہلائ جائے گی نہ دھوئ جائے گی ،بس ھائے ھائے ھائے ھائے رہ جائے گی --

4 اپریل صوبائی اسمبلی کے پہلے ہی اجلاس میں "مائننگ اینڈ منرل" کے عنوان سے 139 صفحات پر مشتعمل ایک متنازعہ بل پیش کیا گیا، جس کے اثرات نہ صرف صوبائی خود مختاری بلکہ وفاقی ڈھانچے کی اساس پر بھی گہرے اور خطرناک مرتب ہو سکتے ہیں۔ اس بل کی پیشکش، بظاہر تو معدنی وسائل کے بہتر نظم و نسق کے نام پر کی گئی ہے، مگر درحقیقت یہ ایک منظم سیاسی منصوبہ بندی کا حصہ ہے، جو اٹھارویں آئینی ترمیم میں دی گئی صوبائی خودمختاری کو غیر مؤثر بنانے اور قدرتی وسائل پر مرکز کے اختیار کو دوبارہ مسلط کرنے کی کوشش ہے۔

اٹھارویں ترمیم، جو 2010 میں ایک تاریخی سیاسی اتفاقِ رائے سے منظور ہوئی تھی، نے پہلی بار پاکستان کی محکوم قوموں کو ان کے وسائل پر حقِ ملکیت دیا۔ اس ترمیم کے تحت معدنیات، تیل، گیس، اور دیگر قدرتی ذخائر پر صوبوں کو اختیار دیا گیا تھا تاکہ وہ اپنے قدرتی وسائل کو اپنے عوام کی فلاح و بہبود کے لیے بروئے کار لا سکیں۔ لیکن حالیہ قانون سازی کا مقصد ان ہی وسائل پر مرکز کا کنٹرول دوبارہ قائم کرنا ہے، جسے کسی طور بھی آئینی، اخلاقی یا سیاسی جواز حاصل نہیں۔

خیبرپختونخواہ میں اس بل کی منظوری اور نافذ ہونے کی صورت میں، تمام معدنیات، خواہ وہ زمین کی سطح پر ہوں یا زیر زمین، وفاق کے اختیار میں چلی جائیں گی۔ نتیجتاً، وہ قرضے جو وفاقی حکومت نے بین الاقوامی مالیاتی اداروں سے لیے، اور جن کا استعمال عموماً اسٹیبلشمنٹ کی اسلحہ خریداری یا دیگر غیر پیداواری سرگرمیوں (وزیر اعظم ، وزیر اعلی پنجاب سمیت ان کے درجنوں عزیز رشتہ داروں کے دنیا بھر میں سیر سپاٹے ، سرکاری حج اوردرجنوں عمروں ، اربوں روپے کی شاپنگز ، مہنگے ترین ہوٹلوں کے بلز، لیموزین گاڑیوں کے بلز، درجنوں فوٹوگرافرز، سوشل میڈیا اور ٹک ٹاک کوریج کے اخراجات ، من پسند افراد کو اربوں روپےکی گرانٹس، صحافیوں کو لفافے دینے ، سرکاری دعوتوں) میں ہوا، ان کا بوجھ اب صوبوں پر ڈالا جائے

گا۔ گویا محکوم قوموں کے وسائل کو گروی رکھ کر، ان پر زبردستی مالیاتی غلامی مسلط کی جائے گی۔

یہ محض ایک بل نہیں، بلکہ ایک گہری نوآبادیاتی سازش ہے، جو کہ پی ٹی آئی کی صوبائ حکومت ، مسلم لیگ کی وفاقی حکومت، بالخصوص پنجاب کی حکمران اشرافیہ، اور عسکری اسٹیبلشمنٹ کے گٹھ جوڑ سے عملی شکل اختیار کر رہی ہے۔ اس عمل سے نہ صرف اٹھارویں ترمیم کی روح پامال ہو رہی ہے، بلکہ پاکستان کی وفاقی وحدت بھی خطرے میں ڈال دی گئی ہے۔

یہ رویہ ہمیں قیام پاکستان کے بعد کی اُس پالیسی کی یاد دلاتا ہے، جس میں مغربی پاکستان کی لعنتی اشرافیہ نے مشرقی پاکستان کے قدرتی وسائل کو استحصال کا نشانہ بنایا تھا۔ آج وہی تاریخ دہرائی جا رہی ہے — صرف کردار بدلے ہیں، سازش کی نوعیت نہیں۔

وقت آ گیا ہے کہ صوبے، خاص طور پر خیبر پختونخوا اور بلوچستان، اس غیر آئینی اور غیر جمہوری اقدام کے خلاف متحد ہو جائیں۔ علمی حلقے، وکلاء، طلباء، اور سیاسی کارکنان کو اس بل کی مزاحمت کرنی چاہیے تاکہ قدرتی وسائل کے تحفظ ، آئینی بالادستی، اور صوبائی خودمختاری کا دفاع کیا جا سکے۔ اگر اس بل کو روکا نہ گیا تو آنے والی نسلیں صرف استحصال شدہ زمینیں ہی نہیں، بلکہ ایک غلامانہ معیشت کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی خودی کے ساتھ زندہ رہیں گی۔
اسلام آباد میں ایک منرل سمٹ کا انعقاد کیا گیا، جس میں 300 سے زیادہ عالمی سرمایہ کاروں نے شرکت کی، اور صوبوں کے وسائل پرصوبوں کی مرضی کے خلاف وہاں سرمایہ کاروں کیساتھ اربوں ڈالرز کمیشن ان ایڈوانس کی ڈیلز ہورہی ہیں، جبکہ بلوچستان اور خیبرپختونخواہ کا وہاں کوئ والی وارث موجود نہیں تھا کہ اپنے قومی حقوق پر ڈاکہ ڈالنے والوں کو جواب دیتے۔

موجودہ فوجی اور غیر فوجی حکومت پہلے بلوچستان کے معاملات درست کر لے پھر خیبرپختونخواہ کے خواب دیکھے ۔
اچھی طرح سمجھ لیا جائے کہ خیبرپختونخواہ کے عوام بلوچوں کی طرح سرداروں کےغلام نہی ھیں کہ سرداروں کی پھکی کھا لیں گے نہ ھی وہ سیدھے سادے سندھی ھیں کہ موچڑے بھی کھائیں اور ہاتھ جوڑ کر آنسو بہاتے ھوئے حاضر سائیں ، حاضر سائیں کرتے رھیں نہ ھی وہ کراچی والوں کی طرح ھیں کہ 1992 , 1995 کے فوجی آپریشنز کو خاموشی سے سہہ جائیں ۔
ایک لطیفہ سن لیں ، ایک فارما کمپنی کی پیٹ کے کیڑے مارنے والی دوا کسی دور دراز شہر میں بہت زیادہ فروخت ھوتی تھی ، کمپنی کو بہت تجسس تھا کہ آخر ایسا کیوں ھے ؟ کمپنی نے اپنے سب سے ھوشیار سیلز منیجر کو اس دور درازشہر میں سروے کے لیئے بیجھا ۔ کسی طرح بسوں اور ویگنوں میں دھکے کھاتا ھوا وہ سیلز مینیجر اس جگہ پہنچا ، ڈسٹری بیوٹر سے ملا ، بلآخر اس ڈاکٹر کے کلینک پر پہنچا ، کلینک پر بہت رش تھا ،وہ بھی ایک کونے میں بیٹھ کر تماشا دیکھنے لگا ، ایک مریض نے کہا ڈاک صاب میں درخت پر چڑھ کر کبوتر پکڑ رھا تھا کہ گر پڑا ، ڈاک صاب نے اپنی میز پر ڈھیر کیڑے مار دوائ کی دو بوتلیں اٹھائیں اور اسکو دے کر بولے ، ایک آج پینا ،ایک اگلے ھفتے پینا ، اگلا مریض ، ڈاکڈار جی میں اپنی گائے کے نیچے بیٹھ کر تازہ دودھ پینے ھی لگا تھا کہ گاؤ نے مجھے لات مار کر زخمی کر دیا ، یہ سن کر ڈاکڈار جی نے دو کیڑے مار دوائ کی بوتلاں اٹھا کر اس بندے کو دیں اور کہا دونوں آج ھی پی لینا ۔ مریضوں کا سلسلہ کئ گنٹھے چلا اور سب کو یہی دوائ دی جاتی رھی ، آخر میں سیلز مینیجر صاحب سے ڈاکٹر کی ملاقات ھوئ تو ڈاکٹر بولے آپ سوچ رھے ھوں گے کہ آخر ہر مریض کو یہی دوائ کیوں دی جا رھی ھے ، اصل میں ان سب کے اندر بہت بڑے بڑے کیڑے ھیں جن کی وجہ سے کبھی کوئ درخت پر چڑھ جاتا ھے ، کوئ گائے کے نیچے بیٹھ کر دودھ پینے کی کوشش کرتا ھے ، کوئ کنوئیں میں کود کر نہانے کی حرکت کرتا ھے اسی لیئے میں ان سب کو آپ کی کمپنی کی کیڑے ماردوائ دیتا ھوں جو بہت موثر ھے تا کہ ان کے کیڑوں کا خاتمہ ھو سکے۔ سیلز مینیجر نے

جانے کی اجازت طلب کی تو ڈاکٹر بولا ،ایک منٹ ٹھہریئے دو بوتل اپنی کمپنی کے مالک کے لیئے بھی لیتے جائیں کیونکہ ان کے اندر بھی کافی بڑے بڑے کیڑے لگتے ھیں کہ آپ کو اس شدید گرم موسم میں بسوں ویگنوں میں دھکے کھلوا کر یہاں بیجھا ، ویسے مسٹر مینیجر ایک بوتل آپ بھی پی لینا ---
یہ خیبرپختونخواہ ھے یہاں اچھے اچھوں کے کیڑوں کا شافی علاج باآسانی اور انتہائی سستا کیا جاتا ھے --
باقی تسی سمجھدار آں ---

1958 میں جنرل ایوب خان قوم کے نجات دھندہ بن کر سامنے آئے ،انڈسٹریل ترقی کا گلوبل دور تھا پاکستان میں بھی ھو نے لگی، ایوب خان کو ککھ بھی انڈسٹریل سینس نہی تھا ، دس سال سے زیادہ اقتدار میں رھنے کے بعد رخصت ھوئے تو ملک و قوم کی تباھی شروع ھو چکی تھی ، پھر جنرل یہوداہ آگئے ، منہ میں امپورٹڈ وھسکی کی بوتل ، پتلون ھمہ وقت پیشاب میں بھیگی رھتی تھی ، درجنوں کنجریاں لٹکے ھوئے خٹئے سنبھال رھی ھوتیں تھیں۔ جماعت اسلامی شوکت اسلام کے جلوس نکال کر جنرل یہوداہ کو نجات دھندہ ثابت کرنے میں لگی رھی حتیٰ کہ ظلم و ستم کا ڈراپ سین ڈھاکہ میں ہتھیار ڈال کر ھوا ، پھر فخر ایشیاء، قائد عوام کا دور شروع ھوا جو ٹیلنٹڈ کزن ممتاز بھٹو اور شیر پنجاب غلام مصطفی کھر کی حرام کاریوں ، مخالفوں کو غائب کرنے ، دلائ کیمپ ، پنجاب کے غنڈوں پر مشتمل FSF کی وحشیانہ حرکتیں ، وزیر اعظم سمیت سندھ اور پنجاب کے وزراء اعلیٰ سمیت درجنوں وزراء کے بلا مقابلہ الیکشن جیتنے کی شیطانی حرکات ، شدید فاشزم اور سونے پر سہاگا سب سے تابعدار جونیئر لفافے ضیاءالحق کو چھ سات سینیئر جرنیلوں کو کھڈے لائن لگا کر آرمی چیف لگا دیا جس نے بلاخر فخرایشیا ،قائد عوام کو پھانسی گھاٹ کے درشن کروادیئے ۔
کہتے ھیں کینسر کے مریض کے مرنے کے بعد آگ ھو یا مٹی کینسر کو کھا جاتے ھیں لیکن ضیائ دور کے کینسر نے ایسے ایسے گل کھلائے کہ کئ سو سال تک ضیائ کینسر پوری آب و تاب کے ساتھ باقی رھے گا ۔ اسی ضیائ

دور میں اسٹیرٹیجک ڈیپتھ نامی ابلیس کا جنم ھوا جس کے ابا جان کا نام حمید گل تھا ، ان جنرل حمید گل نے ایک یوٹوپیا ملک میں انجیکٹ کر دیا تھا اس زھریلے انجکشن کے نشے سے نکلنے میں چالیس سال لگ گئے ھیں لیکن اس کے اثرات اب بھی اپنا کام دکھاتے رھتے ھیں ۔ ضیائ ابلیس کو آگ نے کھا لیا اور حمید گل کو ایسی شدید رسوائیوں کا سامنا کرنا پڑا کہ اس کواسٹیرٹیجک ڈیپتھ کی فائلوں کے ساتھ ھی دفنا دیا گیا ۔ تباھی کی داستان بہت طویل ھے کہ ا دوار بینظیر ، ادوار شریفین ، دور دیسی ککڑ خان کی داستان پھر کبھی ---

پہلے کہتے رھے کہ حمید گل مارکہ اسٹیرٹیجک ڈیپتھ پاکستان کو سپر پاور بنا دے گا ، پھر کہتے رھے کہ سی پیک گیم چینجر ھے

پھر کہا جانے لگا جنرل حافظ کا ایس آئ ایف سی پلان گیم چینجر ھے

اور اب کہتے ھیں کہ معدنیات گیم چینجر ھیں ۔

عوام کو نہ اسٹیرٹیجک ڈیپتھ سے کچھ ملا ، نہ سی پیک سے کچھ کچھ ملا ، نہ جنرل حافظ کے ایس آئ ایف سی پلان کی کوئ کل سیدھی ھے اورنہ ھی معدنیات سے کچھ ملے گا۔

عوام کے حصے میں کیا آیاِ ؟ غلامی، بھوک، ناانصافی، ظلم و جبر ، خونریزی اور حکومتی عیاشوں کے لیئے گئے قرضے جن کو عوام کا خون نچوڑ کر واپس کیا جاتا ھے ۔

اگر خیبرپختونخواہ میں قیمتی دھاتوں کے لیئے ڈرلنگ شروع کی گئ تو امریکہ و یورپ تو پہلے سے وھاں موجود ھوگا ، خود غرض چین سمیت بھارت بھی افغانستان کے راستے وھاں گھس جائے گا اور پھر بلوچستان سے بھی بڑا فساد برپا ھو جائے گا ۔ کوئ گھاس خور یہ کہنا شروع نہ کر دے کہ پاک آرمی سب سنبھال لے گی تو جناب آرمی سے بلوچستان سنبھالا نہی جا رھا تو وہ خیبرپختونخواہ میں کیا تیر مار لے گی !

عقل مندی اور بے وقوفی کے درمیان کیا فرق ھے ؟ عقل مندی کی ایک حد ھوتی ھے لیکن بےوقوفی تمام حدود سے بالاتر ھوتی ھے ۔

بے وقوفیاں تمام اقوام سے ھوتی ھیں، حکمرانوں میں بڑے بڑے عظیم الشان بے وقوف گزرے ھیں جن کی حرکتوں کی وجہ ان کی اقوام شدید بحرانی صورتحال سے دوچار ھوئیں۔ ورلڈ وار اول اور ورلڈ وار دوئم یورپ کا صریح پاگل پن تھا جس میں لاکھوں افراد مارے گئے ، جاپانی جرنیل کی ھٹ دھرمی کی وجہ سے جاپان ایسی جنگ میں کود گیا جو اسکی تھی ھی نہی اور جواب میں ھیروشیما اور ناگاساکی کے سانحات ھوگئے ، ترک سلطنت عثمانیہ کو جرمنی کی پھوپھی بن کر برطانیہ سے سینگ لڑانے کی حرکت لے ڈوبی ساتھ میں جرمنی کا بھی مکو ٹھپ گیا ۔ سویت یونین کو افغانستان میں مفت کی فوج کشی لے ڈوبی ۔

قدیم تاریخ میں انتہائ مبالغہ آرائ کی وجہ سے ھماری دلچسپی اب قدیم تاریخ میں بہت کم رہ گئ ھے لیکن ماضئ قریب کی تاریخ اب بھی ھماری توجہ کا مرکز ھے ۔ دوسری جنگ عظیم میں ھولناک تباھی کے بعد یورپ نے محض دس سالوں میں اپنے آپس کے بیشتر مسائل حل کر لیئے ، جاپان ھیرو شیما و ناگاساکی کے بعد محض بیس سالوں میں معاشی ترقی اور ٹیکنالوجی کے میدان میں کہاں سے کہاں پہنچ گیا ، نام نہاد خلافت عثمانیہ کو دفنانے کے بعد ترکی بیس سالوں میں ھی ترقی کے نئے دور میں داخل ھو گیا ، جرمنوں نے نازی ازم سے تقریباً چھٹکارا پا کر خود کو مغرب کا ٹیکنالوجی پاورھاؤس بنا ڈالا ، سویت یونین کو انجام تک پہچنے میں کچھ وقت لگا لیکن روس نے صرف دس سالوں میں زبردست ترقی کی اور سالانہ دو سے تین فیصد اضافے کی شرح کے ساتھ روس کی ایکسپورٹ 2024 میں 434 ارب ڈالر تک پہنچ گئ ۔علاقائ جنگوں میں پھنس جانے کے باوجود اپریل 2025 میں روس کے فارن ریزوز 122 ارب ڈالر ھیں جو ٹوٹل اس کے اپنے ھیں ۔

کوئ بھی یہ سوال اٹھا سکتا ھے کہ وفاق پاکستان کی بات کرتے کرتے ماضئ قریب کا قصہ کیوں لے بیٹھے ؟ وجہ یہ ھے کہ دوبارہ آپ کے علم میں لایا جائے کہ بڑی سے بڑی تباھی کے بعد بیشتر اقوام دس سے بیس سال کے اندر اندر نئ آب و تاب کے ساتھ دوبارہ کھڑی ھو گئیں ۔ ذرا دل سنبھال کر سنیں

چین ، سنگاپور کبھی برسوں پاکستان سے قرضے مانگ مانگ کر اپنا کام چلاتے تھے اور اب وہ کہاں کھڑے ھیں اور پاکستان کہاں کھڑا ھے !
سوال تو پیدا ھوتا ھے جناب !

روٹی کپڑا اور مکان والی سرکار اور خاندان شریفاں کی تو بات کرنا تو اب بھینس کے آگے ڈسکو کرنے جیسا ھو گیا ھے ان سب کارتوسوں کو بار بار بھر کر چلایا جاتا ھے لیکن بار بار " پھس پھس " کی آواز ھی رہ جاتی ھے ۔ ھمارے جدید دور کے نجات دھندہ جو اب خیر سے سابق مہاتما وزیراعظم ھیں کی حکومت میں اسد عمر نام کی ایک مخلوق پائ جاتی تھی جو دن رات یہ وظیفہ دھراتے تھے " خان صاحب تسی فکر ھی نا کرو پاور میں آنے کے بعد اسیں ڈالر 60 روپے کا کر دیں گے(ڈالر اس وقت 96 روپے کا تھا) کانوں کے کچے مہاتما نے یہ تک نہ پوچھا کہ اسد عمر 96 روپے کا ڈالر 60 روپے کا کس طرح ھو گا ؟ ان اسد عمر کا فنانس سے ایسا تعلق ھے جیسا ھمارا نیوکلیئر فزکس سے ۔ جب کچھ چار سو بیس قسم کے صحافیوں نے مہاتما سے پوچھا کہ خان صاحب ڈالر96 روپے سے 60 روپے کا کس میکینزم کے تحت ھو گا تو خان صاحب بولے اوئے مینوں کج وی پتا نئیں ایہہ گل تو اسد عمر مینوں دسدا رھندا اے ، اوئے اسد عمر ایتھے آ ،اینوں سمجھا ، اسد عمر کو خود بھی ککھ پتا نہی تھا تو آئیں بائیں شائیں کر کے مارکیٹنگ کا کوئ فارمولا ان ڈونکی راجے صحافیوں کو سمجھا کر کھلا پلا کر رخصت کر دیا ، ان اسد عمر کو تو ورلڈبینک کا سربراہ ھونا چاھیئے تھا کہ مارکیٹنگ کا فارمولا فنانس پر اپلائ کر دیا ۔ مہاتما کی کا بینہ ایک ایسا بندہ بھی وزیر خزانہ رھا جس سے اپنا بینک بھی نہی چلتا تھا اور اسکو ملک کا وزیر خزانہ بنا دیا گیا ۔ ایک کنوارے بوڑھے شیخ ریلوے کے وزیر تھے توان کی مہربانیوں کی وجہ سے بدنام زمانہ کال گرلز لاتیں مار مار کر وزیر اعظم سیکرٹریٹ میں گھس جاتیں تھیں اور جس کرسی پر وزیر اعظم بیٹھا کرتے تھے اسی کرسی پر ٹانگیں اٹھا کر بیٹھ جایا کرتی تھیں ، خود مہاتما وزیر اعظم کو آج اس رنگ کے کپڑے پہننئے ھیں ، اس پتھر کی انگوٹھی دایاں ھاتھ کی

تیسری انگلی میں پہننئ ھے ، اس رنگ کے جوتے پہننے ھیں ، فلاں کھوتے شاہ کے مزار پر ماتھا ٹیکنا ھے ، آج فلاں سے ملنا ھے ، فلاں سے نہی ملنا ھے ، آج یہ کھانا ھے ، تانبے کے گلاس میں پانی پینا ھے وغیرہ قسم کے کالے جادو کے چکر میں آ چکے تھے - پھر تین کھلاڑی سامنے سے اور دوکھلاڑی پس پردہ رہ کر مہاتما وزیر اعظم صاحب کی کٹھیا کھڑی کرنے میں ھمہ وقت مصروف رھے !

پہلے حضرت پاکستان کی تاریخ کےطاقتور ترین جنرل فیض حمید رہے جو جنوری 2017 سے اپریل 2019 تک آئ ایس آئ میں DG C رھے ، یہ DG C کیا ھوتا ھے اگر ھم یہ بتانا شروع کردیں تو پوری پانچ ہزار صفحات کی کتاب بن جائے گی پھر بھی بات ادھوری ھی رھے گی لیکن دریا کو کوزے میں بند کرنے کے مصداق یہ سمجھ لیں کہ یہ پاکستان کے سب سے طاقتور ترین سے بھی طاقتور عہدہ ھوتا ھے۔ ملک میں کتنے پلاٹ، کتنی گائے بھینسیں ، کتنے گدھے ، کتنی لومڑیاں ، کتنے درخت ، کتنی جادوگرنیاں ، کتنے عقل سے فارغ مہاتما ھیں ، ایم کیو ایم کے ڈاکٹر فاروق ستار 2026 میں بواسیر کے علاج کے لیئے ٹوبہ ٹیک سنگھ کے کس حکیم کی پھکی کھائیں گے ، علامہ یوسف سیجا کل کن کن سوالات کے جوابات دینے والے ھیں ، شیخ راشد احمد ایک سال بعد صوت الحق کے اپریل کے شمارے میں کس موضوع پر اداریہ لکھیں گے اور کس کس کے مضامین اس شمارے میں شامل ھوں گے ، الاستاذ نور احمد سندھی 2027 میں کن کن موضوعات پر کتنی تصائیف کو منظر عام پر لائیں گے ؟ 2026 میں مولانا ڈیزل کس ملک کا بنا ھوا دو انجن والا جیٹ ھوائ جہاز کتنے میں خریدیں گے، اور بھارتی وزیر اعظم کل کونسا لباس پہنےگا ، امریکی صدر کل صبح کا ناشتہ کس کے ساتھ کرے گا ، چینی صدر کو شام کو بخار کیوں ھو گیا تھا اور ان کو کون کون سی دوا دی گئ ، نیپالی وزیر اعظم صبح دھوتی کے نیچے کس کمپنی کا انڈرویئر پہنے گا ، جرمن چانسلر بھیس بدل کر کل کونسا سوٹ پہن کر کس کے ساتھ شام کو کافی پینے کس کافی شاپ میں جائے گا ، روسی صدر واڈکا میں کتنی رم اور کافی

ملا کر پیتے ھیں اور کیوں پیتے ھیں ، ویٹیکن میں پوپ کل دوپہر لنچ میں کیا کھائے گا ، مفتی اعظم پاکستان کی نواسی کا رشتہ مانگنے کون سا خاندان کل شام کتنے بجے دارالعلوم کراچی جا رھا ھے ، یروشلم میں کل شام کتنے یہودی دیوار گریہ پر رولا رپا ڈالنے جائیں گے ، سعودی کراؤن پرنس کل اپنی بیگم کومحل کے کس کمرے میں کون سا فرینچ پرفیوم گفٹ کرنے والے ھیں اور پرفیوم کی بوتل میں کتنے قیراط کا کس ملک کا ھیرا تہہ نشین ھے ، جاپانی وزیر اعظم آج رات کو ادھ پکی مچھلی کھانے والے ھیں جس سے انکو آدھی رات کو خونی پیچش لگ جائے گی تو کونسا ڈاکٹر ان کا علاج کرے گا ۔ غرض یہ کہ DG C کو انسانی حدود میں سب علم ھوتا ھے ۔

مہاتما وزیر اعظم خان کو جیل کی ھوا کھلانے میں بہت بڑا ہاتھ ایک خاتون فرح گجر عرف فرحت شہزادی عرف فرح خان المعروف بہ فرح گوگی کا بھی رھا ،یہ خاتون فرح گوگی مسز مہاتما بشری بی بی کی خاص الخاص سہیلی ھیں ، ان فرح گوگی نے مال پانی بنانے کی ایسی ٹیکنالوجی ایجاد کی کہ جس پر خاندان زرداریہ اور خاندان شریفاں بھی انگشت بدنداں رہ گئے ۔ فرح گوگی نے پنجاب میں فاسٹ ٹریک ٹرانسفرز اور پوسٹنگز کو استعمال کرتے ھوئے پنجاب میں ھر قسم کی بیورو کریسی میں ھزاروں ٹرانسفرز اور پوسٹنگز میں صرف تین سالوں میں 365 ارب روپے پیدا کیئے اور مہاتما کی حکومت ختم ھونے سے تین دن پہلے ھی چارٹرڈ فلائٹ سے پہلے دبئ پھر امریکہ سدھار گئیں اور اب کسی کو ان پیسوں میں حصہ دینے سے انکاری ھیں ۔ اب کوئ نادان یہ نہ پوچھ بیھٹے کہ کس کے جہاز میں گئ اور کس ملک کی کرنسی کے کتنے سوٹ کیس تھے ؟ گویا وہ جہاز ھم ھی اڑا رھے تھے !

خان صاحب کی حکومت کا دھڑن تختہ کروانے میں گھر کے چراغ یعنی سابق خاتون اول بشری بی بی کا مقدس ہاتھ بھی شامل رھا ! وہ ایسے کہ ایک دن خاتون اول نے فرمایا " خان صاب میرا منڈا ابراہیم ما نیکا توشہ خانہ والی او گھڑی مانگدا پیا جے سعودی پرنس تساں کو گفٹ کی سی " خان صاب بولے "

لے لیؤ ، اے کون سی وڈی شئے آں " خان صاحب کی اجازت کے بعد تو توشہ خانہ پر فرح گوگی ، فرزند اول ابراہیم مانیکا ، زلفی چکنے نے یلغار کر دی ، توشہ خانے سے سستے داموں سامان لیا اور جا پہنچے دبئ کی مارکیٹ اور سعودی کراؤن پرنس کی تحفے میں دی گئ گھڑی، سونے کے تاروں سے بنا ہوا ھینڈ بیگ ، سونے سے بنا ہوا لارج سائز پتہ ، سونے کی تلوار اور بہت کچھ دبئ میں بیچ ڈالا اس خرید و فروخت سے خان صاحب بے خبر رھے ۔

دبئ کی مارکیٹ میں جب یہ چیزیں فروخت ھو چکیں تو یہ خبریں سعودی انٹیلیجنس نے سعودی کراؤن پرنس تک پہنچا دیں کہ خان صاحب کو پیش کردہ تحائف دبئ میں فروخت ھو رھے ھیں تو کراؤن پرنس نےناگواری کا اظہار کیا کیونکہ یہ پہلی بار ھوا کہ اس قسم کےتحائف فروخت کیئے گئے ۔ خان صاحب تک بھی یہ خبر پہنچا دی گئ کہ ان کے گھر کے لوگ اس قسم کے دھندوں میں ملوث ھیں جواب میں خان صاحب نے سعودی کراؤن پرنس کا نام لے لے کر اپنی روایتی لن ترانی کی " وہ بڑا چوتیا آدمی ھے " ۔ خان صاحب کے یہ کمنٹس بھی سعودی سفیر کے ذریعے سعودی کراؤن پرنس تک پہنچانے میں بھی خان صاحب کے ادرگرد پھرنے والے لومڑوں کا ھاتھ رھا ۔ آپ کو بتانے کا صرف یہ مقصد ھے کہ پاکستان کی ملٹری جنتا کی مہربانی سے ملک پر کیسے کیسے ھیرے مسلط کیئے جاتے رھے ھیں۔
توشہ خانہ کا سامان اربوں روپے میں بیچ باچ کر باگڑ بلوں اور لومڑیوں کا گروہ معصوم بنا پھرتا رھا اور خان صاحب نے حد سے زیادہ احمقانہ موقف اپنایا کہ جی جو چیز مجھے ملی تھی تو میری مرضی میں نے بیچ دی ،چونکہ خان صاحب کو بین الاقوامی رکھ رکھاؤ کا ککھ بھی علم نہی تھا اور وہ سیکھنا بھی نہی چاہتے تھے اسی لیئے وہ ان سوداگروں کو عدالتوں میں بچانے کی کوششیں کرتے چلے آ رھے ھیں۔ دبئی میں فروخت کردہ توشہ خانہ تحائف کے اربوں روپے خاتون اول کے بیٹے ابراہیم مانیکا کی جیب میں چلے گئے اور مقدمات خان صاحب بھگت رھے ھیں ، ایسا نایاب کانوں کا کچا ، فاتر العقل ، بھولا بھالہ بندہ پاکستان کی قسمت میں لکھاگیا تھا ۔

فرض کریں آپ ایک انتہائی سیدھے سادھے سیاستدان ھیں، آپ کا کوئ دوست اسی گھاگ جنرل کے اشارے پر آپ کو ایک خاتون روحانی شخصیت کے دربار تک پہنچا دیتا ھے ،پہلی ھی ملاقات میں وہ مقدس خاتون آپ کے ماتھے پر ھاتھ رکھ کر آپ کو ملک کا وزیر اعظم بننے کا مژدہ سنا دیتی ھیں ، پھر آپ کشاں کشاں اس مقدس خاتون کے دربار پر حاضری کے لیئے جانے لگتے ھیں، وہ آپ کو ھر بار کوئ نہ کوئ خوشخبری سنا کر آپ کو پکا کر لیتی ھیں ، پھر ایک دن وہ کہتی ھیں کہ اگر آپ اپنی دوسری بیوی کو فارغ کر دیں تو آپ پر منگل کا سایہ ھٹ جائے گا جو آپ کے وزیر اعظم بننے میں منحوست بنا ھوا ھے پھر آپ اپنی دوسری بیوی (جس کو برٹش انٹیلیجنس ایجنسی ایم آئ سکس نے پلانٹ کیا ھوا تھا) کو فارغ کر دیتے ھیں۔

کچھ ھی دن بعد وہ روحانی مقدس خاتون کہتی ھیں کہ رات کو میرے خواب میں ھمارے پیارے رسول ؐ آئے اور مجھے آپ سے نکاح کرنے کا حکم دیا تا کہ وزیر اعظم بننے کی آخری رکاوٹ بھی ختم ھو جائے ، آپ کو کئ سال سے ھی درجنوں افراد کے ذریعے پاکستان کا نجات دھندہ ھونے کی کہانیاں سنائ جا رھی تو رسول کریم ؐ کی بشارت سن کر آپ فوراً ھاں کر دیتے ھیں ،خیر نکاح ھو جاتا ھے اور آپ نئ دلہن کو بنی گالہ لے آتے ھیں، آپ صبح سو کر اٹھتے ھیں تو آپ کی زوجہ محترمہ آپ کو بتاتی ھیں کہ دوپہر تک فلاں فلاں پکا گھاگ بندہ اپنے جیٹ طیارے کے ھمراہ آپکی جماعت میں شامل ھونے والا ھے ،پہلے آپ مسکرا کر اس بات کو گپ سمجھیں گے اور زوجہ محترمہ کی ھوائ ھی سمجھیں گے لیکن دوپہر میں آپ کا سیکرٹری کم بوٹ پالشی کم ما لشی آپ کو اطلاع دے گا کہ فلاں فلاں صاحب ایک جلوس کے ساتھ بنی گالا کے باھرکھڑے ھیں اور پارٹی میں ھوائ جہاز سمیت شامل ھونا چاھتے ھیں تو آپ کو صبح والی پیشنگوئی یاد آ جاتی ھے ، اگلے دن پھر صبح سویرے آپ کو زوجہ محترمہ آپ کو بتاتی ھیں کہ فلاں شوگر کنگ بڑے نوٹوں سے بھرے سوٹ کیس لے کر آپ کی پارٹی کے سارے خرچے برداشت کرنے کی گارنٹی

دے کر شامل ہونے صبح دس بجے آئے گا تو آپ کو یقین نہی آئے گا لیکن دس بجتے ھی آپ کو شوگر کنگ کےآنے کی اطلاع ملتی ھے تو آپ کا زوجہ محترمہ کی بھوش وانیوں پر کچھ یقین بننا شروع ھو جاتا ھے ، تیسری صبح زوجہ محترمہ بتاتی ھیں کہ شام تک آپ کو وی وی آئ پی پروٹوکول کے ساتھ زیڈ سیکیورٹی ملنا شروع ھو جائے گا اور امریکی سفیر ملاقات کی درخواست کریں گے ۔ اب آپ شام کا بے چینی سے انتظار شروع کردیں گے اور پھر شام آ ھی جاتی ھے اور زوجہ محترمہ کی یہ پیشن گوئ بھی پوری ھو جاتی ھے۔ اب تو آپ زوجہ محترمہ کے خاوند کم اور جانثار مرید زیادہ ھو جاتے ھیں انکی روحانی بلندی آپ کےدل میں گھر کر لیتی ھے، اصل بات کا آپ کو علم ھی نہی کہ یہ پورا گیم پلان بیگم صاحبہ اور جنرل فیض حمید کا تھا ، فیض حمید رات کو ھی اگلے دن کے معاملات طے کر کے بیگم صاحبہ کو بتا دیتے تھے اور بیگم صاحبہ رات گزرنے کے بعد صبح سویرے یہ بات آپ کے کان میں بشارت کی صورت میں پھونک دیتی تھیں ۔

بلآخر 2018 کے الیکشن آ جاتے ھیں اور سیاسی ریس کے جیتنے والے کھرب پتی خچروں کی پوری پوری مکمل مدد اور آر اوز کے ذریعے مہاتما کی پارٹی بڑی پارٹی (149 سیٹیں) بن کر سامنے آجاتی ھے ،عوام کی حمایت بھی رھی لیکن حکومت بنانے کے لیئے سادہ اکثریت نہی تھی پھر جنرل فیض حمید نے راتوں رات ایم کیو ایم ، بلوچستان کی باپ پارٹی ، بی این پی اور ڈیڑھ دو درجن سے زائد آزاد خچروں پر لگامیں ڈال کر آپ کے قدموں میں ڈھیر کر کے آپ کو سادہ اکثریت سے وزیر اعظم پاکستان بنوا دیا ۔ جیسے ھی آئ ایس آئ کے سربراہ کی مدت ملازمت پوری ھوئ تو یہی حضرت جنرل فیض حمید ڈی جی بنا دیئے گئے اور جون 2019 سے نومبر 2021 تک ڈی جی ISI رھے۔

پلان بہت بڑا تھا جنرل فیض حمید جنرل باجے کے بعد تا حیات آرمی چیف بننے کی بڑی لمبی پلاننگ میں تھے ، وزیر اعظم کو بھی بیس سال حکمران رھنے کے پکے پکے خواب خاتون اول اور جنرل فیض حمید دکھا چکے تھے لیکن وزیراعظم کی رعونت اور سفارتی آداب سے بے رخی کی وجہ سے

سعودی ، چینی ، امریکن نے آرمی چیف جنرل باجے کے کان مروڑے اور کھنے سینکھے کہ اس تگڈم یعنی جنرل فیض حمید ، خاتون اول ، وزیر اعظم خان کو فارغ کیا جائے۔ یوں پہلے جنرل فیض حمید کو پانچ منٹ میں آئ ایس آئ سے فارغ کر کے اگلی لالی پاپ پوسٹنگ دے دی گئ ، خاتون اول نے بہت روحانیت دوڑائ اور مہاتما خان نے بھی بہت اگر مگر کی لیکن کچھ نہ ہوا اور جنرل فیض حمید کا فیض خود منگل کی نحوست کی زد میں آ چکا تھا ۔

نیا پاکستان بنے 54 سال ہونے کو آ رہے ھیں اور ھم آج تک اپنی معاشی ، فارن، اندورنی پا لیسیز ھی نہی بنا سکے ۔ ضیاءالحق کے گیارہ سال ، مشرف کے دس سال ، کیانی کے چھ سال ، باجے کے چھ سال ہوں یا شریفین ، زرداریہ ، مہاتما خان کے علاوہ ھماری ملٹری جنتا کے ہاتھ خالی ھیں اور ھماری پیشن گوئ بھی آپ یاد رکھیئے گا کہ شریفین ، زرداریہ اور مہاتما خان کی تگڈم ہی پاکستان کا ایسا حشر کرے گی کہ دنیا بھر کے نصاب میں پڑھایا جانے والا سے اھم مضمون رھے گا ۔ بس کوئ دم میں بساط لپیٹ دی جائے گی۔

جنرل یہوداہ 1969 میں ارشاد فرماتے تھے " بنگالیوں کی اگلی دس نسلیں بھی بنگلہ دیش نہی بنا سکتیں " اور 2025 میں جنرل حافظ اعلان فرما رھے ھیں کہ " بلوچستان کو بلوچوں کی دس اگلی نسلیں بھی آزاد نہی کروا سکتیں ۔"
بہت اچھی بات ھے اگر آپ کو عقل آ جائے جو بظاھر نا ممکن ھے۔
جب یہ سطور لکھی جا رھی تھیں تو اسلام آباد میں اورسیز کنوینشن برائے سرمایہ کاری ھو رھا ھے جس کو آرمی چیف جنرل حافظ عا صم منیر ہیڈ کر رھےھیں،ھم انتہا ئ وثوق سے کہہ سکتے ھیں کہ اس قسم کے سرمایہ کاری کنوینشنز سے ایک ڈالر کی بھی سرمایہ کاری نہی ھو سکے گی ، پچھلے تیس سالوں میں اوورسیز پاکستانیوں نے پاکستان میں اربوں ڈالرز کی سرمایہ کاری کی سرتوڑ کوششیں کیں ، انکے خرید کردہ انڈسٹریل پلاٹس پر کئ کئ دعوےداروں نے عدالتوں سے اسٹے لے لیا ، بجلی ،گیس ،پانی کے کنکشنز

کے لیئے بھاری رشوتیں طلب کی گئیں ، انفرا اسٹرکچرز کے لئے درجنوں اقسام کے این او سی مانگے گئے ،امپورٹ کی گئی مشینری پورٹ پر سڑتی رہی، بالآخر اوورسیز پاکستانیوں نے اجتمائی توبہ کی اور اپنا سب کچھ لٹا کر ایسے گئے کہ جیسے کسی زمانے میں گدھے کے سر سے سینگ غائب ہوۓ تھے ، کوئ ھم جیسا بے وقوف جاکر آرمی چیف کو اطلاع دے کہ پاکستان سے اپنا کاروبار و خاندان سمیٹ کر بنگلہ دیش ، سری لنکا ، کمبوڈیا جاکر انڈسٹریز لگانے والے پاکستانی صنعت کاروں پر اپنے ملک میں کیا گزرتی تھی ؟ ان پر ایسی کیا افتاد آن پڑی تھی کہ وہ اپنا بیسیوں سال پرانا جما جمایا کاروبار اٹھا کر بیرون ملک چلے گئے یہ کسی آرمی چیف نے ان لوگوں سے کھبی پوچھا ھے ؟ اٹلی ، بیلجئیم ، ترکی ، یونان ، ھالینڈ سے بیدخل کیئے گئے جرائم پیشہ افراد کو اوورسیز انویسٹرز(جنکی جیب میں اب پھوٹی کوڑی بھی نہی رھی) بنا کر آرمی چیف کے سامنے کس نے بٹھایا اس کی مکمل انکوائری ھونی چاھیئے ! اسٹیٹ کنٹرولڈ میڈیا پر ھیڈ لائنز چلوائ جا رھی ھیں کہ پاکستان پر ڈالروں کی بارش ھو گئ ھے، اوورسیز پاکستانیوں نے اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے ھیں، ھم بھی سارا کام چھوڑ کر جلدی جلدی بڑے بڑے تھیلے لیئے گھر سے باھر نکل آئے کہ ڈالروں کی بارش سے کچھ ڈالر لوٹ سکیں ۔
پاکستان میں اب بھی بےوقوفوں کی بہت گنجائش ھے ۔

گاؤں کے چوہدری کی بھینس چوری ہو گئی سارا گاؤں چوری کےلئے قسم دینے آ گیا ، چادر پر قرآن مجید رکھ کر نیچے سے گزارا گیا سارا گاؤں گزر گیا چور نہیں پکڑے گئے ! کیونکہ انہوں نے چادر کے چاروں کونے جو پکڑے ہوئے تھے۔
یہئ حال وطن عزیز کا ھے ۔۔

دنیا میں سب سے قیمتی چیز کیا ھے ؟ ھر شخص کا جواب مختلف ھو گا ۔۔ لیکن اگر معاشرے کے لحاظ سے دیکھا جاۓ تو ھمارے نزدیک سب سے قیمتی چیز " بھروسہ " یعنی trust ھے ۔

اگر ھم صرف پاکستان کی ھی بات کریں تو کسی نے چلائی ھو یا نہ چلائی ھو وہ یہی کہتا نظر آئے گا " جاپانی گاڑیوں کی کیا بات ھے صاحب ، انجن ہو یا باڈی، رنگ ہو یا ٹائرز ، سیٹیں ہوں یا شیشے ہر چیز پرفیکٹ ھوتی ھے " جن لوگوں نے ھماری طرح برسوں نوجوانی میں میڈ ان اٹلی ویسپا اسکوٹر سے عشق کیا وہ آج بھی یہی کہتے ھیں ویسپا کی کیا بات ھے ! آج بھی اگر کہیں ویسپا نظر آ جائے تو دل میں ایک ہوک سی اٹھ جاتی ھے اور ویسپا اسکوٹر سے وابستہ یادیں تازہ ھو جاتی ھیں ۔

مشینوں کی دنیا کی بات کریں تو پرنٹنگ پریس کی مشینیں ھوں ، گارمنٹس کی دنیا کی مشینری ھو ، پرنٹنگ ہو یا گارمنٹس میں استعمال ھونے والے رنگ ، کیمیکل ھوں پہلا نام جرمنی کا سامنے آتا ھے ۔ دنیا کے سرد ممالک میں لیدر گارمنٹس کے لیئے میڈ ان پاکستان اشیاء ہاتھوں ہاتھ لی جاتی ھیں ۔ سرجیکل آئٹمز کا یہ حال ھے کہ برطانوی کمپنیز پاکستان سے منگوا کر اپنی مہر لگا کر ری ایکسپورٹ کرتی ہیں۔ کھیلوں کے سامان میں سیالکوٹ کا سامان دنیا بھر میں جانا مانا جاتا ھے ۔ شیشے کے سامان کی بات ھو تو بیلجئیم ذہن میں آتا ھے ۔ کاغذ کی دنیا میں ملائشیا کی اشیاء بہت اعلیٰ ھوتی ھیں ۔

ہمارے لڑکپن میں کراچی کے کریم آباد پر واقع دھلی اسکول ، نارتھ ناظم آباد میں عظیم چلڈرن اکیڈمی، حسین آباد میں کراچی اکیڈمی ، عزیزآباد میں کمپری ھینسو اسکول ، اسکولنگ کی دنیا کے بڑے برانڈز سمجھے جاتے رھے، دوسری طرف حسین آباد کا میمن بوائز سیکنڈری اسکول اور ایف بی ایریا کے بلاک سولہ کے آخر میں واقع علامہ اقبال بوائز سیکنڈ ری اسکول بدمعاش ٹائپ لڑکوں کے اسکول سمجھے جاتے رھے ۔
آخر یہ ایسی ذھن سازی ھوتی کیسے ھے ؟ کیا یہ صرف پروپیگنڈا ھے ؟
ھمارا جواب ھے کہ شعبہ کوئ بھی ھو یہ ذھن سازی چیزوں کوبار بار برتنے

کے بعد برسوں میں اسٹیبلش ہوتی ھے اور ایک بار اسٹیبلش ہو جائے تو ذہن سے نکالنے میں آدھی صدی بھی کم پڑ جاتی ھے ۔

بھروسہ (Trust) ایک ایسی چیز ھے کہ لاکھ نت نئے رنگ برنگے بینک کھل رہے ھیں لیکن لوگ حبیب بینک ، یونائیٹڈ بینک ، الائیڈ بینک کو ھی ترجیح دیتے ھیں ، آخر کیوں ؟ ان تینوں بینکوں کی کسٹمر سروس بہت اچھی نہ ہونے کے باوجود لوگوں کا یہ یقین ھے ھے کہ ان سے مختلف حیلے بہانوں سے کوئ فراڈ نہی کیا جائے گا ، کسی کسٹمر کو فون کر کے پرسنل ڈیٹا یا ڈیبٹ کارڈ کا پن کوڈ نہی پوچھا جائے گا اور سب سے بڑھ کر بینک ان کا ڈیٹا کسی تھرڈ پارٹی کو کسی صورت میں نہی بیچے گا ۔ اسی بھروسے کی وجہ سے ان بینکوں کو ترجیح دی جاتی ھے ۔

پاکستانی عوام کا مزاج یہ رہا کہ ہم بہت جلد باتوں ، دعوؤں اور وعدوں پر بھروسہ کر لیتےھیں چند مثالیں پیش کرتا چلوں ، پاکستان کی تاریخ کے سب سے شفاف اور آزادانہ و منصفانہ الیکشن 1970 کے تھے جو شیخ مجیب الرحمن کے چھ نکات اور ذوالفقارعلی بھٹو کے روٹی، کپڑا اور مکان کے پر فریب نعرے کی بنیاد پر لڑے گئے ، کسی نے یہ نہی پوچھا کہ عملی طور پر یہ چھ نکات اور روٹی، کپڑا اور مکان کس میکینزم کے تحت وقوع پزیر ہوں گے ، ان تاریخی صاف و شفاف انتخابات کے نتیجے میں شدید خونریزی ہوئ اور ملک ٹوٹ گیا ۔ کیا کیا بھیانک مظالم ہوئے اسکا ہر ایک کوعلم ھے ، لاکھوں بنگالی اور غیر بنگالی قتل ہوئے، سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ بنگالیوں کا وفاق پاکستان سے بھروسہ ختم ہو گیا تھا ، بھروسہ ختم تو سب ختم ۔۔

پھر نئے پاکستان میں قائد عوام فخر ایشیاء کا دور آیا تو بچے کچے پاکستان میں فیشن کے طور پرخود کو چیئرمین ماؤ زے تنگ سے بھی بڑا سوشلسٹ کہلوانے کے کیڑے کے چکر میں نیشلائزیشن کے ذریعے ہزاروں انڈسٹریز کا تیا پانچہ کر دیا گیا وہ تو شکر ھے کہ مڈل ایسٹ میں کام شروع کرنے والی

امریکن و یورپی کارپوریشنز کو بڑی تعداد میں سستی لیبر، دفتری ، ٹیکنیکل اسٹاف کی شدید ضرورت پیش آگئ تو پاکستان سے ہزاروں افراد مڈل ایسٹ چلے گئے ورنہ بھٹو کی نیشلائزیشن نے ہزاروں نکمے اور ناکارہ سیاسی مداری قومی اداروں میں بھرتی کرکے باقی ملک کا بھی بھٹہ بھٹا دیا تھا آج جو قومی اداروں پی آئ اے، پاکستان اسٹیل سمیت دیگر قومی اداروں کا جو حال ھے اس کی بنیاد بھٹو کے دور میں ھی رکھی گئ تھی بعد میں آنے والے فوجی و غیر فوجی حکمرانوں نے بھی یہی رویہ جاری و ساری رکھا جسکی وجہ سے یہ سفید ھاتھی بلکہ سفید ڈائنوسار سالانہ کھربوں روپے ھڑپ کر جاتے ھیں ۔ پاکستان ریلوے کی ھر ٹرین مسافروں سے بھری ھوئ ھوتی ھے لیکن ریلوے ھر سال اربوں روپے کا خسارہ دکھاتی ھے جبکہ پڑوسی بھارت میں ریلوے کا 2024 کا خالص منافع 850 ارب انڈین روپے تھا۔ ٹرینیں دونوں ملکوں میں بھری ھوئ ہوتی ھیں لیکن ایک جگہ اربوں کا خسارہ دوسری طرف سینکڑوں ارب کا خالص منافع ! چھوٹی چھوٹی چھ سات بھاری کرایہ پر لیئےگئے تھکے ھوئے ہوائ جہازوں والی پرائیویٹ پاکستانی ائرلائنز اربوں روپے منافع کما رھی ھیں اور قومی ائرلائن پی آئ اے کے 36 جدید ہوائ جہازوں کے پرزے تک بیچ ڈالے گئے ۔ بھٹو سے لیکر بے نظیر اور نوازخبیث تک نے پی آئ اے میں ایسے ایسے ہزاروں افراد اوپر سے نیچے تک بھرتی کیئے جو ھوائ جہاز کے بارے میں اتنا ضرور جانتے تھے کہ یہ ھوا میں اڑتا ھے !

پاکستانی خاص طور پر پنجاب فوجی ڈکٹیٹرز کو بہت جلد اپنا نجات دھندہ سمجھ لیتے ھیں اور تو اور فوج کی نرسری میں پروان چڑھنے والے سول باگڑ بلوں کو بھی اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتے ھیں بھٹوز ھوں، شریفین ھوں یا تازہ ترین مہاتما خان ھوں سب ھی نے فوجی نرسری میں بہت فیڈر پیئے ھیں ان سب میں مشترک بات یہ ھے کہ ان سب کو اقتدار میں پنجاب لے کر آیا اور اقتدار سے باھر کرنے میں بھی پنجاب کا بڑا ھاتھ رھا !

اب صورتحال یہ ھے کہ پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ بلوچستان لہو لہان ھے بلوچ عوام کا ریاست پر بھروسہ ختم ھو چکا ھے ، دیہی سندھ پہلے ھی وفاق سے بیزار چلا آ رھا تھا کہ اب سندھ کا پانی چوری کرنے کے لیئے چولستان میں کارپوریٹ فارمنگ کے نام پر نہریں بنانے کی شیطانی منصوبے نے پورے سندھ میں شدید بے چینی پیدا کر دی ھے ۔ رہے کراچی والے تو ان کے ویسے ھی برسوں سے پانی کے مسائل چلے آ رھے ھیں ، لائنوں میں پانی ھو نہ ھو رینجرز کے زیر قبضہ درجنوں واٹر ھائیڈرینٹس پر پانی کی ایسی ریل پیل ھے کہ روزآنہ ہزاروں ٹینکرز پانی بیچ کر رینجرز کروڑوں روپئے کا دھندہ کر رھے ھیں ۔ کراچی والے تو پہلے ھی تیس سالوں سے پانی خرید کر پیتے ھیں۔ کراچی میں پانی کی بلک سپلائی کے لیئے وفاق نے K4 منصوبے کا لالی پاپ کراچی والوں کو برسوں سے تھمایا ھوا ھے جو اس صدی میں تو پورا نہی ھو سکے گا کیونکہ پانی ھی نہی ھے تو K4 پائپ لائن کراچی والوں کے نلکوں میں کیا ڈیزل سپلائی کرے گی ؟

جی ایچ کیؤ کے منعقد کردہ مائنز منرلز انویسٹمنٹ شو سے قبل وفاق نے خیبرپختونخواہ کو ایک تیار شدہ مائنز اینڈ منرلز بل تھما کر صوبائی اسمبلی میں پیش کرا کر نیا فساد کھڑا کر دیا ، پی ٹی آئ کے جس فاتر العقل ممبر صوبائی اسمبلی نے بل پیش کیا وہ اس بل کی غرض و غایت کے بارے میں کچھ بھی نہی جانتا تھا صرف اسے انگریزی پڑھنا آتی تھی سو اس نے بل اسمبلی میں پڑھ دیا ۔ اس مائنز اینڈ منرلز بل کی تو سمجھ تو وزیر اعلیٰ گنڈاپور کو بھی نہی ھے باقی ممبران اسمبلی کو ڈیسک بجانا خوب آتا ھے رباب بجانا آئے نہ آئے ۔ اب رھے خیبرپختونخواہ کے عوام تو وہ صرف یہ جانتے ھیں کہ اس بل کے ذریعے وفاق فوج کے ذریعہ ان کے ھزاروں ارب ڈالرز کے معدنیات پر قبضہ کرنے کی سازش کر رھا ھے جیسا اس نے بلوچستان میں کیا ۔

بلوچستان میں تانبے اور سونے کے لیئے ڈرلنگ کرنے والی چینی کمپنی اور وفاق کے درمیان ایک شیطانی معاھدہ ھوا تھا جسکے تحت تانبے اور سونے کی آمدنی سے 50 فیصد چینی کمپنی کو اور 50 فیصد وفاق کو ملنا تھا اور وفاق کے حصے میں سے صرف 5 فیصد ، جی ھاں صرف 5 فیصد بلوچستا ن کو ملنا تھا ۔ چینی کمپنی کی سرمایہ کاری، تمام مشینری، لیبر اور ٹیکنیکل اسٹاف کی تنخواہیں، پروجیکٹس منظوری کے لیئے پاکستانی اعلیٰ حکام کو دی گئ ملٹی ملین ڈالرز کک بیکس یعنی بڑی بڑی رشوتیں جو کہ ایڈوانس میں دینی پڑیں اور اسٹاف کے لیئے چھوٹی موٹی سہولیات کی وجہ سے چینی کمپنی کو ملنے والے 50 فیصد حصے کا سمجھ میں آتا ھے لیکن وفاق کس نیک کام کے بدلے 50 فیصد ھڑپ کر رھا ھے اور جس صوبے کے تانبے اور سونے کو ڈکار لیئے بغیر کھا رھا ھے اس صوبے کو صرف 5 فیصد کی ھڈی پھینک رھا ھے ۔ بہت خوب ۔۔ آقائے بزرگ ایں حلوہ چہ خوب است ۔۔۔

بلوچستان میں مائننگ اور ڈرلنگ کے ذریعے اب تک جو بھی آمدنی ھوئ اس میں وھاں کے عوام کو کیا ملا ؟ دھشت گردی، خونریزی ، بد امنی اور الزامات کی بوچھاڑ کے علاوہ کچھ بھی نہی ملا تو خیبرپختونخواہ کے عوام کو مائنز اینڈ منرلز بل سے آب زم زم ملے گا یا تبلیغی ملاؤں کی بیان کردہ 133 فٹی حوروں کی کہانیاں ۔۔ وفاق نے ایک غلطی کر دی یہ بل پر اگر ھم سے مشورہ کر لیا جاتا تو ھم یہ مشورہ دیتے کہ خیبرپختونخواہ کے ھر ضلع میں ایک تبلیغی اجتماع ھوتا اور اس اجتماع میں بیان ھوتا کہ مائنز اینڈ منرلز بل کو منظور کرنے والوں اور اس کے لیئے کوشش کرنے والوں کو جنت میں دراز قد حورعین کے علاوہ حسین اور خوبصورت لڑکے بھی ملیں گے تو یہ بل ایک گھنٹے میں منظور بھی ھو جاتا بلکہ سارے ملاء کدالیں اور پھاوڑے لے کر پورے کا پورا خیبرپختونخواہ کھود ڈالتے اور تمام اسٹرٹیجک دھاتیں نکال کر، صاف کر کے وفاق کے قدموں میں لا ڈالتے اسی طریقے سے شاید پختونخواہ کو بے وقوف بنایا جا سکتا تھا ؟ لیکن وفاق نے ھم سے مشورہ ھی نہی کیا ، شپہ لڑا خبرہ لڑا ۔۔۔ (رات گئ بات گئ)

اب رہ جاتا ھے پنجاب جو ملٹری کا پاور ھاؤس رھا ھے تو جناب پنجاب کے لاکھوں کسانوں کا حال یہ ھے کہ 2024 میں خود پنجاب کی صوبائی حکومت نے ان کسانوں سے لاکھوں ٹن گندم سرکاری ریٹ پر بھی خریدنے سے انکار کر دیا جس سے لاکھوں کسان گندم خراب ھونے کے ڈر سے خاندان شریفین کے حالی موالیوں کو آدھی قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور ھو گئے اور خاندان شریفین کے حالی موالیوں نے لاکھوں ٹن گندم دبئی بھیج دی جہاں سے واپس مہنگے داموں امپورٹ کرنے کی تیاریاں ھیں کیونکہ اس سال پنجاب کے کسانوں نے بہت کم گندم لگائ ھے تو ظاھر ھے جب گندم سرکار کو بہت کم ملے گی تو محترمہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے داماد حکومت کو مہنگے داموں دبئ میں پڑی گندم منگوا کردیں گے اور یہی مہنگی گندم بازار میں مہنگے داموں فروخت ھو گی ، مال ادھر سے ادھر کرنے میں اربوں روپے محترمہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے داماد اعلیٰ کی جیب میں اگست 2025 میں چلے جائیں گے۔

اس سال پنجاب کے گندم لگانے والے کسانوں کی بڑی تعداد نے بجائے گندم لگانے کے جانوروں کی خوراک والی برسیم ، شوتل، الفلفا ، سورج مکھی بڑی تعداد میں اگائ ھیں جو فوراً فروخت ھو جاتی ھیں اور ان پر کھاد ،اسپرے وغیرہ کا خرچہ نا ھونے کے برابر ھوتا ھے ،ساتھ ھی سرسوں بھی لگائ گئ ھے جو نقد آورفصل ھے پہلے تین بار ساگ کی صورت میں پیسے دے چکی ھے اور اب اگلے دو ماہ یعنی مئ ،جون 2025 میں بیج کی صورت میں ٹھیک ٹھاک پیسہ دے جائے گی۔ ساتھ ھی گندم کے کاشتکاروں نے مویشی خاص طور پر بکرے بکریاں بڑی تعداد میں پال لی ھیں جنکا چارہ اس سال بہت زیادہ ھے تو جناب بکرے بکریاں و دیگر مویشی کھڑے کھڑے نقد فروخت ھو جاتی ھیں۔ کسان کیا پاگل ھیں کہ گندم کی درد سری اٹھائیں !

جب کسان کا ریاست پر بھروسہ ختم ھوجائے تو پھر ریاست کی بقاء پر سوال کھڑا ھو جاتا ھے !

یہ گزارشات ہم نے قسط وار دائرہ تحریر میں پیش کیں ،اس دوران ہمارے ایک لاھوری دانشور دوست نے ایک سچی داستان بیان کی جو ماضی قریب کی ھے ، پیش خدمت ھے ، عبدالناصر صاحب سے شکریہ کے ساتھ -- سی ایم لطیف کی سرگزشت کہ پاکستان کے گھٹیا و موالی حکمرانوں نے وطن کے جینئس افراد کے ساتھ کیا کیا ظلم کیئے، اس وقت صرف سی ایم لطیف کی داستان حیات کا ایک مختصر ذکر --- ملاحظہ فرمایئے --

" والد نے ان کا نام محمد لطیف رکھا ، جب عملی زندگی میں بے شمار لوگوں کو روزگار فراہم کرنے لگے تو دوستوں اور تعلق داروں نے ان کو چودھری کہنا شروع کر دیا تو لوگ ان کو چودھری محمد لطیف کہنے لگے اور دنیا انہیں ”سی ایم لطیف“ کے نام سے جانتی تھی، وہ پاکستان کے پہلے وژنری انڈسٹریلسٹ تھے اور انڈسٹریلسٹ بھی ایسے کہ چین کے وزیراعظم چو این لائی‘ شام کے بادشاہ حافظ الاسد اور تھائی لینڈ کے بادشاہ ان کی فیکٹری دیکھنے کیلئے لاہور آتے تھے‘ چو این لائی ان کی فیکٹری‘ ان کے بزنس ماڈل اور ان کے انتظامی اصولوں کے باقاعدہ نقشے بنوا کر چین لے کر گئے اور وہاں اس ماڈل پر فیکٹریاں لگوائیں۔

سی ایم لطیف کی مہارت سے شام ، تھائی لینڈ ، ملائیشیا اور جرمنی تک نے فائدہ اٹھایا، وہ حقیقتاً ایک وژنری بزنس مین تھے۔ وہ مشرقی پنجاب کی تحصیل بٹالہ میں پیدا ہوئے‘ والد مہر میراں بخش آرائیں اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلانا چاہتے تھے لیکن وہ لطیف صاحب کے بچپن میں فوت ہو گئے‘ لطیف صاحب نے والد کی خواہش کے مطابق اعلیٰ تعلیم حاصل کی‘ یہ 1930ء میں مکینیکل انجینئر بنے اور تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہوں نے دو کمروں اور ایک برآمدے میں اپنی پہلی مل لگائی‘ یہ صابن بناتے تھے‘ان کے چھوٹے بھائی محمد صدیق چودھری بھی ان کے ساتھ تھے‘ صدیق صاحب نے بعد ازاں نیوی جوائن کی اور یہ قیام پاکستان کے بعد 1953ء سے 1959ء تک پاکستان

نیوی کے پہلے مسلمان اور مقامی کمانڈر انچیف رہے‘ لطیف اور صدیق دونوں نے دن رات کام کیا اور ان کی فیکٹری چل پڑی‘ یہ ہندو اکثریتی علاقے میں مسلمانوں کی پہلی انڈسٹری تھی‘ یہ صابن فیکٹری کے بعد لوہے کے کاروبار میں داخل ہوئے اور دیکھتے ہی دیکھتے علاقے میں چھا گئے اور لاکھوں میں کھیلنے لگے‘ پاکستان بنا تو ان کے پاس دو آپشن تھے‘ یہ اپنے کاروبار کے ساتھ ہندوستان میں رہ جاتے یا یہ کاروبار‘ زمین جائیداد اور بینک بیلنس کی قربانی دے کر پاکستان آ جاتے‘ سی ایم لطیف نے دوسرا آپشن پسند کیا‘ یہ بٹالہ سے لاہور آ گئے‘ لاہور اور بٹالہ کے درمیان 53 کلو میٹر کا فاصلہ ہے لیکن اگر حقیقی طور پر دیکھا جائے تو یہ دونوں شہر دو دنیاؤں کے فاصلے پر آباد ہیں‘

آزادی نے سی ایم لطیف کا سب کچھ لے لیا‘ یہ بٹالہ سے خالی ہاتھ نکلے اور خالی ہاتھ لاہور پہنچے‘ بٹالہ میں ان کی فیکٹریوں کا کیا سٹیٹس تھا؟ آپ اس کا اندازہ صرف اس حقیقت سے لگا لیجئے‘ ہندوؤں اور سکھوں نے ان کی ملوں پر قبضہ کیا‘ کاروبار کو آگے بڑھایا اور آج بٹالہ لوہے میں بھارتی پنجاب کا سب سے بڑا صنعتی زون ہے‘ سی ایم لطیف بہرحال پاکستان آئے اور 1947ء میں نئے سرے سے کاروبار شروع کر دیا‘ انہوں نے لاہور میں بٹالہ انجینئرنگ کمپنی کے نام سے ادارہ بنایا‘ یہ ادارہ آنے والے دنوں میں ”بیکو“ کے نام سے مشہور ہوا‘

بیکو نے پاکستان میں صنعت کاری کی بنیاد رکھی‘ لوگ زراعت سے صنعت کی طرف منتقل ہوئے اور ملک میں دھڑا دھڑ فیکٹریاں لگنے لگیں۔ سی ایم لطیف نے ملک میں بے شمار نئی چیزیں متعارف کرائیں‘ یہ سائیکل سے لے کر جہازوں کے پرزے تک بناتے تھے‘ بیکو گروپ یورپ سے لے کر چین ، کوریا اور جاپان تک مشہور تھا۔

جاپان، کوریا اور چین کی حکومتیں اپنے لوگوں کو ٹریننگ کیلئے بیکو بھیجتی تھیں ‘ 1971ء میں پاکستان ٹوٹ گیا اور ذوالفقار علی بھٹو موجودہ پاکستان کے صدر بن گئے‘ بھٹو نے 1972ء میں ملک کے تما م صنعتی گروپ قومیا لئے ، یوں صدر کے ایک حکم سے ملک بھر کے تمام بڑے صنعت کار فٹ پاتھ پر آ گئے‘
آپ تصور کیجئے‘ ایک شخص جس نے 1932ء میں بٹالہ میں کام شروع کیا اور وہ جب وہاں سیٹھ بنا تو اس کا سارا اثاثہ آزادی نے لوٹ لیا‘ وہ لٹا پٹا پاکستان آیا‘ اس نے دوبارہ کام شروع کیا‘

ایک ایک اینٹ رکھ کر ایسی عمارت کھڑی کی جسے دیکھنے کیلئے دنیا کے ان ملکوں کے حکمران آتے تھے جنہیں مستقبل میں ”اکنامک پاورز“ بننا تھا لیکن پھر ایک رات اس کا سارا اثاثہ اس ملک نے چھین لیا جس کیلئے اس نے 1947ء میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا‘ آپ تصور کیجئے‘ اس شخص کی ذہنی صورتحال کیا ہو گی؟ سی ایم لطیف حوصلہ ہار گئے‘ وہ پاکستان سے نقل مکانی کر گئے‘ وہ جرمنی گئے اور جرمنی کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں زندگی گزار دی‘ انہوں نے دوبارہ کوئی کمپنی بنائی‘ کوئی کاروبار کیا اور نہ ہی کوئی فیکٹری لگائی‘ وہ طویل العمر تھے‘ ان کا انتقال 2004ء میں 97 سال کی عمر میں ہوا‘ وہ باقی زندگی صرف باغبانی کرتے رہے‘ ان کا کہنا تھا‘ دنیا کا کوئی شخص مجھ سے پودے اور پھول نہیں چھین سکتا‘
افضل رحمٰن لکھتے ہیں ..
" اس المیے کا میں عینی شاہد ہوں۔ میرے سامنے فلیٹیز ہوٹل میں ڈاکٹر مبشر حسن نے صنعتوں کو قومیانے کا اعلان کیا۔ اگلے روز مال روڈ پر واقع بیکو کے صدر دفتر میں سی ایم لطیف کی جگہ ڈائیریکٹر انڈسٹریز پنجاب بیٹھا سگار پی رہا تھا۔
میں نے ریڈیو کے لئے انٹرویو کیا تو موصوف نے گول مول جواب دیے کیونکہ اس کو کچھ پتہ نہیں تھا بیکو کیا کچھ مینوفیکچر کرتا ہے۔

اس کے بعد کشمیر روڈ پر واقع میں سی ایم لطیف کے بنگلے پر گیا اور اندر پیغام بھیجا مگر انہوں نے ملنے سے انکار کر دیا۔ پھر درخواست کی مگر نہیں مانے ".

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

جنرل ضیاء الحق نے 1978ء میں انہیں بیکو واپس لینے کی درخواست کی لیکن سی ایم لطیف نے معذرت کر لی‘ 1972ء میں جب بھٹو نے سی ایم لطیف سے بیکو چھینی تھی‘ اس وقت اس فیکٹری میں چھ ہزار ملازمین تھے اور یہ اربوں روپے سالانہ کا کاروبار کرتی تھی لیکن یہ فیکٹری بعد ازاں زوال کا قبرستان بن گئی‘ حکومت نے اس کا نام بیکو سے پیکو کر دیا تھا‘ پیکو نے 1998ء تک اربوں روپے کا نقصان کیا‘

یہ ہر سال حکومت کا جی بھر کر خون چوستی تھی‘ بیکو ‘ بادامی باغ کے پسماندہ علاقہ میں تھی اسکی وجہ سے یہ علاقہ کبھی پاکستانی صنعت کا لالہ زار ہوتا تھا اور دنیا بھر سے آنے والے سربراہان مملکت کو پاکستان کی ترقی دکھانے کیلئے خصوصی طور پر بادامی باغ لایا جاتا تھا لیکن بھٹو حکومت کی ایک غلط پالیسی اور ہماری سماجی نفسیات میں موجود حسد اور خودکشی کے جذبے نے اس لالہ زار کو صنعت کا قبرستان بنا دیا اور لوگ نہ صرف بیکو کی اینٹیں تک اکھاڑ کر لے گئے بلکہ انہوں نے بنیادوں اور چھتوں کا سریا تک نکال کر بیچ دیا اور یوں پاکستان کا سب سے بڑا وژنری صنعت کار اور ملک کی وہ صنعت جس نے جاپان ، کوریا اور چین کو صنعت کاری کا درس دیا تھا‘ وہ تاریخ کا سیاہ باب بن کر رہ گئی‘ آج حالت یہ ہے‘ وہ لوگ جن کے لیڈر پاکستان سے صنعت کاری کے نقشے حاصل کرتے تھے‘ وہ لوگ سی ایم لطیف کے ملک کو بلڈوزر سے لے کر ٹریکٹر اور ٹونٹی سے لے کر ہتھوڑی تک بیچتے ہیں اور سی ایم لطیف کی قوم یہ ساراسامان خرید کر پاک چین دوستی زندہ باد کے نعرے لگاتی ہے اورجاپان کی عظمت کے گن گاتی ھے ۔

ہم کیسے بے حس لوگ ہیں ، ہم 1972ء میں ملک کو کاروبار اور صنعت کا قبرستان بنانے والوں کی برسیاں مناتے ہیں لیکن ہمیں سی ایم لطیف جیسے لوگوں کی قبروں کا نشان معلوم ہے اور نہ ہی یہ معلوم ہے یہ زندگی کی آخری سانس تک پاکستان کو کس نظر سے دیکھتے رہے۔ یہ المیہ اگر صرف یہاں تک رہتا تو شاید ہم سنبھل جاتے‘شاید ہمارا ڈھلوان پر سفر رک جاتا لیکن ہم نے اب ڈھلوان پر گریس بھی لگانا شروع کر دی ہے، ھم چھبیس کروڑ لوگوں کی قوم نہی ھجوم ھیں ۔ کیا کاروبار کرنا ، کیا ترقی کرنا ، ھزاروں لوگوں کو روزگار پر لگانا جرم ہے؟ کیا ہم بھی سیاستدانوں‘ بیوروکریٹس اور جرنیلوں کی طرح دوبئی، لندن ، اسپین ، آسڑیلیا اور نیویارک میں بیٹھ جائیں ، کیا ہم بھی زرداریہ ، شریفین ، ایان علی، فرح گوگی بن جائیں‘ کیا ہم بھی اپنا پیسہ لیں اور ملک سے روانہ ہو جائیں؟ آ خر کتنے جا سکتے ھیں ؟

ہم اس ملک میں کام کرنے والے لوگوں کو سی ایم لطیف کی طرح دوسرے ملکوں میں کیوں دیکھنا چاہتے ہیں؟

مجھے اکثر اوقات محسوس ہوتا ہے‘ ہم اس ملک میں کام کرنے والوں اور ترقی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے‘ وہ لوگ جو ریاست کے گھر داماد بن کر پوری زندگی گزار دیتے ہیں‘ وہ ہمارے ہیرو ہوتے ہیں اور جو لوگ ملک بھر کے پیاسوں کے لیے کنوئیں کھودتے ہیں‘ہم جب تک سی ایم لطیف کی طرح انہیں کنوئیں میں نہ پھینک دیں‘ ہمیں اس وقت تک تسلی نہیں ہوتی‘ ہم محسنوں کو ذلیل کرنے والے لوگ ہیں‘ ہم نے اس ملک میں ملک بنانے والوں کو بخشا‘ ملک بچانے والوں کو بخشا اور نہ ہی ملک سنوارنے والوں کو بخشا‘
بیکو انڈسٹری لاہور "

قارئین یہ صرف ایک مثال ھے ، پاکستان میں تباھی کی ایسی لاکھوں داستانیں ھیں جو فوجی اور ان کے لاڈلے غیر فوجی گدھوں کی مجرمانہ حرکتوں کا شاخسانہ ھے ۔

سیاسی اور غیر سیاسی ملفوظات بہت ہو گئے اب ایک نیم سیاسی لطیفہ ---
ایک دن مُلا نصیر الدین اپنے گدھے کو گھر کی چھت پر لے گئے جب نیچے اتارنے لگے تو گدھا نیچے اترنے میں مزاحمت کرنے لگا ۔
جتنے جتن کئیے گدھا نیچے اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا آخر کار ملا تھک ہار کر خود نیچے آ گئے اور انتظار کرنے لگے کہ گدھا خود کسی طرح سے نیچے آجائے.
کچھ دیر گزرنے کے بعد ملا نے دیکھا کہ گدھا چھت کو لاتوں سے توڑنے کی کوشش کر رہا ہے. ملا پریشان ہو گئے کہ چھت تو بہت نازک ہے اتنی مضبوط نہیں کہ اس کی لاتوں کو سہہ سکے دوبارہ اوپر بھاگ کر گئے اور گدھے کو نیچے لانے کی کوشش کی لیکن گدھا اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا اور چھت کو توڑنے میں لگا ہوا تھا ملا آخری کوشش کرتے ہوئے اسے دوبارہ دھکا دے کر سیڑھیوں کی طرف لانے لگے کہ گدھے نے ملا کو خوب لاتیں ماریں اور ملا سیڑھیوں سے نیچے گر گئے اور پھر چھت کو توڑنے لگا بالآخر چھت ٹوٹ گئی اور گدھا چھت سمیت زمین پر آ گرا.
ملا کافی دیر تک اس واقعہ پر غور کرتے رہے اور پھر خود سے کہا کہ کبھی بھی گدھے کو مقام بالا پر نہیں لے جانا چاہئیے ایک تو وہ خود کا نقصان کرتا ہے دوسرا خود اس مقام کو بھی خراب کرتا ہے اور تیسرا اوپر لے جانے والے کو بھی نقصان پہنچاتا ہے.
ہم لوگ نااہل گدھوں کو مقام بلند پر بٹھاتے ہیں اور انہیں بڑے بڑے عہدے دیتے ہیں پھر یہ گدھے ہم کو ہی نیچے پھینک دیتے ہیں اور اس منصب کو بھی خراب کرتے ہیں-

شمالی کوریا کی فوج: چوکیدار سے بادشاہ تک!!
ڈاکٹر حفیظ الحسن صاحب کے تشبیہات سے مزین ایک طویل مضمون سے لیئے ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے --

" دنیا کی سب سے منظم پاکیزہ مقدس اور ہمہ وقت فارغ فوج شمالی کوریا کی فوج ہے۔ یہ فوج صرف بارڈر پر نہیں باورچی خانے بجلی کے بل اور اسکول کے نصاب میں بھی چوکس پائی جاتی ہے۔ اس کا نعرہ ہے ہم ہر اُس کام میں مداخلت کریں گے جس سے ہمارا کوئی تعلق نہ ہو۔

شمالی کوریا کے جنرل اتنے ذہین ہیں کہ ملک کا ہر مسئلہ انہیں بندوق سے حل ہوتا دکھائی دیتا ہے،مہنگائی ہو تو توپ تانک کی مشق، سیلاب آئے تو ٹینکوں کی پریڈ، بجلی کا بحران ہو تو توپ کا رخ سورج کی طرف۔

شمالی کوریا کی فوجی قیادت وہاں ایسی ہے جیسے کسی پرانے محل کی چابی ہر دروازے میں گھسی مگر کبھی کھولا کچھ نہیں، کبھی وزیر داخلہ کی جگہ کبھی وزیر اعظم کی نشست پر اور اکثر دلہن کے باپ کی طرف سے ولیمہ کرتے ہوئے بھی پائے گئے ہیں۔

شمالی کوریا میں انتخابات نہیں ہوتے بلکہ عوام کو باقاعدگی سے بتایا جاتا ہے کہ وہ کس سے محبت کرتے ہیں کیونکہ اگر وہ خود سوچنے لگیں تو کہیں ووٹ دینے کی گستاخی نہ کر بیٹھیں اور یہ گستاخی کم از کم آٹھ سالہ خدمت خلق یعنی جیل کا تقاضا کرتی ہے۔

وہاں کا ٹی وی ہر رات یہ یقین دلاتا ہے کہ دنیا کے سب سے خوبصورت لوگ وردی میں ہوتے ہیں اور سب سے بدصورت وہ جو وردی پر سوال اٹھاتے ہیں یوں وہاں خوبصورتی کا معیار بھی کنٹونمنٹ بورڈ طے کرتا ہے۔

تعلیم کا حال یہ ہے کہ بچوں کو جغرافیے کے لیکچر میں بتایا جاتا ہے کہ ہمارا ملک اس لیے اتنا خوبصورت ہے کیونکہ فوجی وہاں ڈیوٹی دیتے ہیں اور اگر کبھی فوج چلی گئی تو جغرافیہ بھی ساتھ لے جائے گی۔

جنرلوں کی قابلیت کا یہ عالم ہے کہ معاشی بحران ہو تو وہ گندم کے ساتھ مارشل لاء اگانے کی تجویز دیتے ہیں اور کسی بھی سیاسی مسئلے کا حل انہیں صرف وردی میں نظر آتا ہے شاید اس لیے اکثر کابینہ میں شیروانی سینے والے درزیوں کا فقدان ہوتا ہے مگر وردی سینے والے درزیوں کی بہار ہوتی ہے ،شمالی کوریا کی فوج میں فوجی وردی سینے والوں کا ایک بہت بڑا شعبہ ھے جس کو " انٹر سروسز ٹیلرز ڈیپارٹمنٹ " یعنی ISTD کہا جاتا ھے۔

اور جب عوام کچھ پوچھ بیٹھے تو سپریم لیڈر کِم جونگ اُن عوام کو قائل کرتے ہیں کہ سوالات دشمن کی ایجنسیوں سے آئے ہیں اور اس کے بعد وہ خود ساختہ سوالات پڑھ کر آفیشل سچ جاری کرتے ہیں جو ہر حال میں ملکی سلامتی کے عین مطابق ہوتا ہے یعنی ہماری غلطی نہیں تمھیں سمجھنے میں مسئلہ ہے۔

شمالی کوریا کی فوج کا ایک خاص وصف یہ بھی ہے کہ یہ جب چاہے جمہوریت کو وقفہ دے سکتی ہے اور وقفے کے دوران ملک کو آئینی آکسیجن فراہم کرنے کے لیے ریٹائرڈ جرنیلوں سے نئی پارٹی بنا لی جاتی ہے جو اتنی محب وطن ہوتی ہے کہ حب الوطنی کو شرم آنے لگتی ہے۔

تو جناب دنیا کے ہر ملک میں فوج بارڈر کی رکھوالی کرتی ہے لیکن شمالی کوریا میں فوج جمہور کی بھی رکھوالی کرتی ہے، ووٹ کی بھی، سوچ کی بھی اور خوابوں کی بھی، ٹوئٹر کی بھی ، لوگوں کے بیڈ رومز کی بھی رکھوالی کرتی ھے اور اگر کسی کو یہ سب کچھ سن کر کسی اور ملک کی یاد آ جائے تو سمجھ لیجیے یہ محض ایک ذہنی مشابہت ہے اصل میں ہم بات صرف شمالی کوریا کی کر رہے تھے " ۔

اب ھم اصل موضوع کی طرف آتے ھیں ۔

یہ 1987 کی بات ھے مغرب کے چہیتے الباکستانی کرتا دھرتا جنرل ضیاءالحق اپنی ضیاء پاشیوں کے فیض و برکات سے دستبردار ہونے کو تیار ھی نہی ھو رھے تھے . امریکن انتظامیہ میں ان کے دوست ان کو کئ سال سے سمجھا رھے تھے کہ جنرل صاحب اب آپ مسائل کا حل نہی بلکہ خود ایک مسئلہ بن چکے ھیں اس لیئے آپ مکمل ریٹائرمنٹ لے کر مکہ مکرمہ میں مستقل قیام پزیر ھو کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں کیونکہ آپ کا نامہ اعمال بلکل سیاہ ھو چکا ھے یا رائیونڈ میں مقیم ھو جائیں اور تبلیغیوں کے ساتھ سیر سپاٹے کریں لیکن جنرل ضیاءالحق تو عقل کل تھے وہ امریکن کو سمجھا رھے تھے کہ تم امریکن بےوقوف ھو میں تو اب بھی تمہارا بہت کارآمد مہرہ ھوں ۔ بہر حال اچانک 17 اگست آ گیا اور امریکیوں نے جنرل ضیاءالحق اور انکی ٹیم سے اپنے ایک دو مہروں کی قربانی دیکر جان چھڑا لی۔ امریکنز کو سفید چونسا اور لنگڑا آم بہت پسند ھیں اس لیئے آپریشن کو " آموں کی پیٹی " کا نام دیا گیا ۔

آئ ایس آئ ، ایم آئ کو تو ایسی کسی سازش کی بھنک تک نہی تھی ، نہ ان دونوں ایجنسیوں کے پاس ایسی کوئ پلاننگ تھی کہ اگر ایسا کھبی ھوا کہ ساری کی ساری ٹاپ ملٹری براس کسی حادثے کا شکار ھو جاۓ تو کیا لائحہ عمل ھوگا ؟
17اگست کے جہاز حادثے کے بعد جنرل مرزا اسلم بیگ جی ایچ کیوُ پہنچے تو بچے کچے جونیئر جرنیلوں نے ان کے سامنے ملک میں مارشل لاء لگانے کی تجویز رکھی ابھی اس تجویز پر غورھو ھی رھا تھا تو پینٹا گون سے جنرل بیگ کو کال آئ کہ کسی قسم کی مہم جوئ سے گریز کیا جاۓ ،اس وارننگ کے بعد جنرل اسلم بیگ اپنی پتلون سنبھالتے ھوۓ اس وقت کی سینٹ کے چئیرمین غلام اسحق خان کی طرف بھاگے اور ان کو آئین کے مطابق صدر پاکستان کی حیثیت سے حلف اٹھانے کی دعوت دی۔
آئ ایس آئ کے کرتا دھرتا جنرل حمید گل کے ملک میں ہونے والے عام انتخابات کو دو سال کے لیئے ملتوی کرنے کے مشورے کو صدر غلام اسحق

خان نے اٹھا کر کچرا کنڈی میں پھینک دیا کیونکہ صدراسحق کو اچھی طرح علم تھا اگر عام انتخابات نہ ہوۓ تو جنرل حمید گل اینڈ کمپنی تمام معاملات خراب کر دے گی ۔ بہرحال کسی نہ کسی طرح عام انتخابات ہوۓ امریکنز نے بچی کچی فوجی جنتا کے کھنے سینک دیۓ تھے کہ خاموشی سے انتخابات ہونے دیۓ جائیں۔ بینظیر بھٹو کی پارٹی اکثریتی پارٹی بن کر سامنے آئ ، لیکن حکومت بنانے کے لیۓ سادہ اکثریت نہ ہونے کی وجہ سے جنرل اسلم بیگ نے ایم کیوایم کو گھسیٹ کر بینظیر بھٹو کے ساتھ حکومت بنانے کا آرڈر دیا تو اردو بولنے والے اپنے ووٹرز کو دکھانے کے لیۓ ایم کیوایم نے بینظیر کے ساتھ ایک انتہائی لغو اور نا قابل عمل 56 نکاتی معاہدہ کیا جس کا نہ سر تھا نہ پیر اور اس نا قابل عمل فضول معاہدے کو " معاهده کراچی " کا نام دیا گیا ۔ چند ماہ بعد ھی ایم کیو ایم نےجنرل اسلم بیگ کے اشارے پر بینظیر حکومت کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔

ایک آنکھوں دیکھا واقعہ جس میں بینظیر حکومت کے ساتھ " فرشتوں " کی حرکتیں واضح کی گئیں ھیں ، ملاحظہ فرمایۓ --

" فوجی جرنیل کور کمانڈرز میٹنگ کے بعد وزیراعظم کو بریفنگ دینے آئے تھے

جنرل حمید گل نے بینظیر کا تمسخر اڑانے کے انداز میں پوچھا وزیراعظم صاحبہ کشمیر کے بارے آپ کی پالیسی کیا ہے؟

آرمی چیف جنرل اسلم بیگ اور حمید گل آپس میں ہنستے اور آنکھوں سے اشارہ بھی کرتے رہے جب کہ بینظیر خاموشی سے نوٹس لیتی رہی۔

پہلے پہل تو صاحبزادہ یعقوب (مسلط وزیر خارجہ) کی ذمہ داری تھی کہ وہ جواب دیتے لیکن وہ خاموش رہے اور پھر کہا چلیں کھانا کھاتے ہیں بینظیر نے کہا نہیں مجھے جواب دے لینے دیں ۔

بینظیر بھٹو جرنیلوں سے مخاطب ہوئیں اور کہا ،

" جنرلز کل ہی کشمیر کی آزادی کیلیے جنگ کا پلان بنائیں میرے پاس لائیں بطور وزیراعظم میں آپکے پشت پر کھڑی ہونگی اور جنرل اسلم بیگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جنرل پلان بنانا آپ کا کام ہے۔ پھر جنرل حمید گل سے مخاطب ھوئیں اور کہا آپ سے بہتر کون جانتا ہے کہ ایک جنگ کس طرح ہاری جاتی ہے آخر جلال آباد کا تجربہ ھے آپ کے پاس ۔۔

تمام جنرلز کو سانپ سونگھ گیا اور بھارت سے جنگ کا سوچ کر جرنیلوں کی سٹی گم ہو گئ ، تمام جرنیل خاموش بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے کیونکہ سب کو علم تھا کہ گزشتہ روز DDMO بریگیڈ ئر پرویز مشرف وزیر اعظم بینظیر کے سامنے کارگل پر قبضہ کرنے کا پلان پیش کر چکے ھیں۔ بینظیر جب میرے پاس سے گزری میری آنکھوں میں آنسو تھے اور میں نے صرف اتنا کہا

.....My Prime Minister! I Proud of You"

کامران شفیع
پریس سیکریٹری ٹو وزیراعظم بینظیر بھٹو " کی یاد داشتیں

بلاخر بینظیر کو دو سال میں ھی چلتا کر دیا گیا ، 17 اگست 1988 کے بعد امریکنز پاکستان سے کچھ لا تعلق سےھو گئے تھے ظاھر ھے وہ بھی دنیا کے سب سے بڑے سر درد سے لا تعلق رہ کرکچھ آرام چاھتے تھے ۔
پھر جنرل حمید گل اور انکے خچروں نے گنجو کمار اینڈ برادرز کو پاکستان کی باگ ڈور ایسی سونپی کہ ھر بڑا پروجیکٹ چالیس فیصد پر ڈیل ھوا ، ادائیگیاں قطر،دبئ ، لندن میں ھوئیں۔ بینکوں سے لیئے گئے گنجو برادرز کے اربوں کے قرضے معاف کروائے گئے ، قرض اتارو ملک سنوارو کے کھربوں روپے کہاں گئے اسکی وضاحت گنجو برادرز کے منشی اسحق ڈار نے کئ بار

کرنے کی کوشش کی لیکن ھر بار چور کی داڑھی میں ڈنڈا رہ گیا ۔ جب بڑے گنجو کمار نے اپنے ان داتاؤں کو تاؤ دلایا تو ان کو صدر غلام اسحق خان نے گھر بھیج دیا ۔ اسی قسم کی کہانی ایک بار پھر دھرائ گئ کھبی بی بی کھبی گنجو کمار ۔۔ پھر ان داتاؤں نے کچھ نیا کرنے کا سوچا تو مہاتما خان کو تھرڈ آپشن المعروف مسیحا کے طور پر سامنے لایا گیا اور ایسے ایسے بوگس هیرے مہاتما خان کی پوشاک میں ٹانک دیۓ گۓ کہ آزمائش کی کسوٹی منہ دیکھتی رہ گئ اور یوں نیا پاکستان تماشہ ھی بن گیا۔

ظلم یہ ھوا کہ ھمارے فیورٹ لالہ عطا اللہ عیسی خیلوی نے دل سے یہ گایا " جب آۓ گا عمران سب کی جان ، بنے گا نیا پاکستان " تو کچھ ھی ماہ بعد نئے پاکستان بنانے والوں کی حرکتیں دیکھنے کے بعد لالہ جی دل کا روگ پال بیھٹے -

حاصل الکلام یہ ھے کہ ریاست پر بھروسہ نام کی شئے اب تیزی سے نا پید ھوتی جا رھی ھے۔

بلوچستان کا مسلۂ ..

شیخ راشد احمد

سر دار اکبر بگٹی 1946میں اپنے قبیلے کے باقاعدہ سردار بنے اور اپنی وفات تک رہے اس دوران حکومت سے ماہانہ کروڑوں لیتے رہے وزیراعلی بنے دو دفعہ گورنر رہے مگر ڈیرہ بگٹی میں تعلیم پر انفراسٹکچر پر کوئی کام نہی کیا وہ خود اور ان کے بچے ایچی سن اور آکسفورڈ سے بھی پڑھے مگر ڈیرہ بگٹی آج بھی پاکستان کا پسماندہ ترین علاقہ ھے ، ڈیرہ بگٹی میں شرح خواندگی 16فیصد ہے کوئی ہسپتال، کوئی انجینرنگ یونیورسٹی ، کوئی میڈیکل کالج ، کوئی گرلز کالج کوئی تعلیمی پروجیکٹ اس عظیم سردار نے اپنے قبیلے کے بلوچ بچوں کے لیے نہی بنایا تھا . اسکولوں میں سردار صاحب کی گائیں ، بھینسیں اور اونٹ قیام پزیر رہتے تھے ،آج 2025 میں بھی یہئ صورتحال ھے-

سر دار اکبر بگٹی کروڑوں روپے ہر سال سوئی گیس کی ریالٹی وصول کرتے رہے لیکن اپنے علاقے میں گیس کا ایک بھی کنکشن نہیں لگنے دیا .

کیا ناراض بلوچ کبھی یہ بھی سوچتے ہیں ؟

ہماری بدقسمتی لوگ اعداد و شمار سے بات نہی کرتے ہیں تحقیق سے عاری سو رٹے رٹائے جملے دہراتے رہتے ہیں- آیئے ذرا آپ کو بلوچستان کے اعداد و شمار کی سیر کرا دوں -

بلوچستان کا 2024~2025 کا بجٹ تقریباَ 956 ارب روپئے ہے اور اس میں سے صرف تیرہ فیصد بلوچستان کے اپنے وسائل سے آتا ہے جو کہ 125ارب روپے بنتا ہے پورے بلوچستان سے 48ارب کا ٹیکس اکھٹا ہوتا ہے .(جو کراچی کی لوئر مڈل کلاس کی لیاقت آباد مارکیٹ سے جمع شدہ ٹیکس کی رقم سے بھی کم ھے)-

بلوچستان کو 831ارب روپے وفاق کی طرف سے مل رہے ہیں اس میں 162 ارب گیس اور تیل کی رائلٹی اور 73ارب ترقیاتی منصوبوں کے الگ سے ملتے ہیں

یہ 831 ارب دوسرے صوبوں کی کمائی جو بلوچستان کو دی جاتی ہے اس میں بڑا حصہ کراچی اور پنجاب سے آتا ہے اور پھر یہ کہا جاتا ہے کی پنجاب کھا گیا۔

اب بتائیں یہ 956 ارب بلوچستان میں کہاں خرچ ہوتا اور کون کھا جاتا ہے ؟

آپ لاہور، کراچی اور اسلام آباد کی پرائم لوکیشن پر بلوچ سرداروں کی جائدادیں چیک کریں اسلام آباد کے مہنگے ترین سیکٹر میں ان کے بنگلے دیکھیں سب سے مہنگی ترین گاڑیاں ان بلوچ سرداروں کے بچوں کے پاس ہوں گی . ان کے بنگلے محل جیسے ہوتے ہیں ! صرف کراچی کے ڈیفینس اور کلفٹن میں بلوچ سرداروں کے ساڑھے تین ہزار سے زائد بنگلے ھیں۔ اتنے محروم بلوچستان کے سردار اتنے امیر کیسے ہو سکتے ؟ نواب اکبر بگٹی کے ایک دو ہزار گز کے بنگلے میں ایک سیاسی میٹنگ کے سلسلے میں وفد کے ساتھ جانا ھوا تھا ، ھم نے نواب صاحب کے ایک پوتے یہ پوچھ لیا کہ آپ لوگوں کا بزنس کیا ھے تو اس نے ھم کو ایسے دیکھا کہ جیسے ہم نے اسے کوئی گالی دی ہو ، بولا " ہم کو کیا ضرورت ہے کہ ہمارا خاندان کنگلوں کے موافق کوئی کاروبار کرے ، ہم بادشاہ ہیں ، بادشاہ کوئی کاروبار کرتا ہے .."

نہ کوئی کاروبار ہے نہ کوئی کام دھندا... آخر تمام بلوچ سرداروں اور ان کی آل اولاد کی یہ کھربوں کی پراپرٹیز اور لہر بہر عیاشیاں ، یہ سب کیا گورکھ دھندہ ہے ؟

ان لعنتی صوبائی حکومتوں میں شامل لعنتی بلوچ سرداروں کو کون روکتا ہے کہ وہ بلوچستان میں اسکول، کالج ، یونیورسٹیز ، انجینرنگ یونیورسٹی ، میڈیکل کالج ، ہسپتال ، انڈسٹریز نہ بنائی جائیں ! جناب یہ رولز آف بزنس تو صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے .

بھارت کی حالت زار ..

حمیر یوسف

مثل مشہور ہے، شاید آپ کو بھی پتہ ہو کہ، نمبر ون آنا کوئی بات نہیں، پر نمبر ون کی پوزیشن پر برقرار رہنا ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔

یہی حال انڈیا نے آج اپنا کر لیا۔ بیس پچیس برس کی بے مثال ترقی میں اس نے بلا شک و شبہ بہت محنت سے کام لیا اور بہت سارے شعبہ جات میں اپنا لوہا منوایا۔ دنیا کی پانچویں بڑی معیشت میں اپنا شمار کروایا، اس کی آئی ٹی انڈسٹری، انفراسٹرکچر اور تعلیمی میدان میں ترقی واقعی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ لگتا تھا کہ امریکہ، چائنا اور دوسری بڑی طاقتوں میں اس کا شمار بس ہونے ہی والا ہے۔ لیکن ایک پہلگام واقعہ کے بعد جو کچھ ہوا، اس کے بعد جتنی تیزی سے انڈیا نے اپنی اس ”نمبر ون“ پوزیشن کا بھرم کھویا ہے، اس کی مثال مشکل سے ہی کسی جگہ ملتی ہے۔ اتنے عروج کے بعد اتنی جلد زوال، یہ تو کہیں دیکھنے کو نہیں ملا آج تک۔

ہر طاقت اپنے ساتھ ایک ذمہ داری لے کر آتی ہے۔ جو طاقتور ہوتے ہیں، ان کو بہت ذمہ دار، بہت محتاط اور بہت تحمل مزاج بھی ہونا چاہیے، ورنہ نری طاقت تو کسی گلی محلے کے غنڈے کو بھی مل ہی جاتی ہے، اور وہ اس کے شودے پن میں ملوث ہو کر بہت جلد اپنی چودھراہٹ کھو دیتا ہے۔ انڈیا کے ساتھ بھی لگتا ہے ایسا ہی کچھ ہوا۔

کیا انڈیا کی وہ بے مثال ترقی، شائننگ انڈیا کا حال، تمام مغربی دنیا کی اہم کاروباری پوسٹ پر انڈینز کی تعیناتی وغیرہ ایک دھوکہ ہی تھا؟ یا محض قسمت کا الٹ پھیر؟ یہ بڑا ہی ایک سنجیدہ اور گمبھیر سوال ہے؟ انڈیا نے اس قدر جنگ جو پسند ماحول اپنا کر کیا حاصل کیا؟ سوائے کچھ مسجدوں،

مدرسوں، عورتوں، بچوں کی ہلاکت کے؟ کتنے پہلگام کے مبینہ پاکستانی مجرمین کو سزا ملی؟ وار ہسٹیریا پھیلا کر اس کو یہ حاصل ہوا؟ کاش یہ تصویر اس کے گودی میڈیا، ارنب، گورو آریا جیسے لوگوں کو بھی دکھا دی جائے۔ آج اسی جنگوازم کی بدولت انڈیا، دنیا میں تنہا و اکیلا محسوس کر رہا ہے، اس کے دیرینہ ساتھیوں نے بھی اس کا کوئی ساتھ نہیں دیا، کہیں سے ایک بھی انڈیا کے حق یا حمایت میں آواز نہیں اٹھی۔

ویسے انڈیا کو اس قدر پستی میں جاتے دیکھ کر مجھے صدق دل سے بہت دکھ اور افسوس ہوا ہے۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ شاید پاکستان اپنے دو ہمسائیوں یعنی چائنا اور انڈیا کو بے مثال ترقی حاصل کرتے دیکھ کر شرم کھا کر ان ہی کی راہ پر چل پڑتا اور اپنے عوام کی فلاح و بہبود کا ہی سوچتا۔ پر افسوس، اب ایسا نہیں ہو گا۔ فوج کی گرفت اور جہادی سوچ ہی یہاں پاکستان پر بھاری پڑے گی مستقبل میں، اور زیادہ اب مضبوط ہو جائے گی۔

لگتا ہے وزیر اعظم نریندرا مودی کو مسئلہ کشمیر پر دو طرفہ بات ہی کرنا ہو گی اور پھر اس کی سیاسی قیمت بھی ادا کرنا ہو گی، بہار الیکشن بھی جائے گا اور پارٹی قیادت بھی۔ ان چار پانچ دنوں میں بھارت کا 83 سے 90 ارب ڈالرز کا نقصان ہوا۔ وزیر اعظم مودی گھٹنوں پر آ گئے اور براہ راست امریکن صدر ڈونلڈ ٹرمپ سے رابطہ کر کے درخواست کی کہ ہم جنگ بندی پر راضی ہیں، ہمیں باعزت فیس سیونگ پیکیج لے دیجئے۔ لیکن ایسا معجزہ کیسے ہوا۔ اس کا کریڈٹ صرف اور صرف پاکستانی ائرفورس اور اس کے جانباز پائلٹس کو ہی جاتا ہے، جنہوں نے اپنی جان کی بازی لگا کر مودی کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا۔ ساتھ اس کا حسب سابق پاکستانی بری فوج نے دیا ہے، اور اپنے میزائلوں سے انڈیا کو نشانہ بنا کر واقعی منہ توڑ جواب دیا۔

پاکستان نے اپنے تین ائربیسز پر حملے کا جواب 7 ائربیسز پر حملے سے دیا، کل ملا کر 26 سے زائد مقامات پر پاکستان کی طرف سے میزائل حملہ ہوا۔

یعنی دوگنی سے زیادہ تعداد پر حملہ۔ اس کے بعد ہی فوراً سیزفائر کا اعلان ہوا۔ دونوں طرف سے نقصان کی اطلاعات ہیں، پر انڈین سائیڈ سے زیادہ پریشانی دیکھی گئی، پاکستان سائیڈ مطمئن ہے اب تک۔ سی این این، رائیٹرز اور الجزیرہ نے بھی اسی منظر کی تصدیق کی ہے۔ سی این این نے اس بات کی بھی تصدیق کر دی کہ سیزفائر پر سب سے پہلے انڈیا نے ہی امریکہ کو اپروچ کیا تھا۔ ویسے بھی جب اس کے رافیل طیارے مار گرائے تھے، اس وقت بھی اس کی خاتون فوجی ترجمان نے کہا کہ ہم مزید فوجی بڑھوتری نہی چاہتے، ہم نے اپنے تئیں پاکستان میں موجود دہشت گردوں کے کیمپ پر حملہ کر دیا ہے اور پہلگام واقعہ کا بدلہ لیا ہے۔ اگر پاکستان اب صلح کی بات کرتا ہے، تو ہم بھی آگے بات چیت پر تیار ہیں۔

لیکن کیا واقعی میں ایسا انہوں نے کیا ہے؟ یعنی پہلگام واقعے میں ملوث دہشت گردوں کا انہوں نے صفایا کیا؟ ابتدائی طور پر جو ہلاکتیں ہوئی ان کی تعداد 26 بتائی جاتی ہے جو 9 مختلف پاکستانی علاقوں اور پاکستانی کنٹرول کشمیر سائڈ پر ہوئی۔ ان میں احمد پور شرقیہ، مریدکے، سیالکوٹ، شکرگڑھ، جبکہ آزاد کشمیر میں مظفر آباد اور کوٹلی کے چند مقامات پر انڈیا نے میزائل اٹیک سے گھریلو مقامات، مساجد اور مدرسوں پر حملہ کیا گیا۔ ان حملوں میں تین برس کی دو بچیاں، سات خواتین اور چار مرد شامل ہیں، جن میں ایک دو کی عمر پچاس سے ساٹھ سال بھی بتائی جا رہی ہے۔ اسی طرح آزاد کشمیر کے ضلع کوٹلی میں بھارتی حملے کے دوران، نکیال سے تعلق رکھنے والے ملک موسیٰ صاحب کے دو بچے ایک 12 سالہ بیٹا عمر جو کلاس نہم کا طالب علم اور اس کی 19 سالہ بہن جو ایم ایس سی کی طالبہ تھی دونوں بھارتی حملے میں شہید ہو گئے ہیں۔ اب سوال یہ بنتا ہے کہ کیا یہ معصوم بچیاں، یہ کمسن طالبعلم اور دو چار بوڑھے افراد، وہی دہشتگرد تھے، جن کے تعاقب میں بھارت پاکستان آیا تھا؟ اتنے کمسن دہشت گرد کیا کسی تنظیم میں ہوتے ہیں، ان کو مار کر کیا انڈیا نے اپنے پہلگام واقعہ کا بدلہ لے لیا؟ اتنی تعلیم و شعور کا مظاہرہ انڈیا نے کیا ہے، یا یہ سب بھی ایک ڈھونگ ہی ہوا ہے۔ مجھے یہ سب

دیکھ کر انتہائی سخت مایوسی ہوئی۔ پھر سونے پر سہاگہ جو رہا سہا بھرم تھا انڈیا کا، اس کو انڈین گودی میڈیا نے بھی توڑ دیا۔ ایک سے ایک مسخرہ، کامیڈین اور انٹرٹینر وہاں موجود ہے جو اپنے عوام کو بھی بیوقوف بنا رہا ہے اور دنیا کو بھی، گھٹیا پن و فیک نیوز میں اپنا ہی مذاق اڑوا رہا ہے۔ سخت بوجھل پن سے یہ انڈیا کا زوال دیکھ رہا ہوں میں۔

آخر میں کچھ لائنیں ہمارے لیے کہتا ہوں۔ فیس بک پر ایک پوسٹ پر نظر پڑی، کیا ہی خوب کہا گیا ہے ادھر کہ پانچ ہزار مفتیوں نے قرآن و حدیث کے دلائل پر مبنی فتویٰ دیا، ٹرمپ کے کہنے پر فرض جہاد موقوف ہو گیا۔ یہ بات بھی نوٹ کریں کہ مدرسے کے پڑھے دو شدت پسند مولویوں کی وجہ سے جنگ شروع ہوئی، پھر یونیورسٹیوں سے پڑھنے والے سائنسدانوں نے جنگ جیتی۔ یعنی یہاں بھی مذہبی جنگی ازم کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے، اور سراسر ادھر کے لوگ بھی بس اپنا ہی مال بیچے جا رہے ہیں۔

عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کے ارتداد کی کہانی ..

علامہ یوسف سیجا

سب سے پہلے تو دارالعلوم دیو بند کی لفاظی ملاحظہ کریں ، دارالعلوم دیو بند کے مخبوط الحواس مفتیوں کو ہر استفسار کا آن لائن جواب دینے کی لا علاج بیماری لا حق ھے جو کینسر کی شکل اختیار کر چکی ھے ۔ آپ کوئ سا بھی سوال کریں دارالعلوم دیو بند کے فاترالعقل مفتیان ضرور بہ ضرور جواب دیں گے چاھے کتنا ھی احمقانہ سوال ھی کیوں نہ ھو جواب کا ڈول لازمی ڈالا جاتا ھے ۔ ملاحظہ فرمایئے ---

سوال نمبر: 154429

<u>عنوان:</u>

علماء سے سنا ہے کہ وحی لکھنے والے صحابی مرتد ہوئے تھے، کیا یہ بات درست ہے؟

<u>سوال:</u>

حضرت مفتی صاحب! علماء سے سنا ہے کہ وحی لکھنے والے صحابی مرتد ہوئے، مجھ سے ایک بھائی نے سوال پوچھ لیا ۔ وہ صحابی نہ اور کسی بات پر مرتد ہوئے۔ براہ کرم، اس حدیث کا حوالہ بتائیں۔

جواب : بسم اللہ الرحمن الرحیم

Fatwa: 1417-1403/M=1/1439

عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے، مرتد ہوکر کفار سے جا ملے، ... فتح مکہ کے دن جان بچانے کی خاطر چھپ گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت لوگوں سے بیعت لے رہے تھے، عرض کیا یارسول اللہ عبد اللہ حاضر ہے، اس سے بھی بیعت لے لیجئے، آپ نے کچھ دیر سکوت فرمایا، بالآخر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آپ سے بار بار درخواست کی تو آپ نے ابن ابی سرح سے بیعت لے لی اور اسلام

قبول فرمایا، اس طرح ان کی جان بخشی ہوئی، بعد میں صحابہ سے فرمایا، تم میں کوئی سمجھ دار نہ تھا کہ جب میں نے عبد اللہ کی بیعت سے ہاتھ روک لیا تھا تو اٹھ کر اس کو قتل کر ڈالتا، کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اس وقت کوئی اشارہ کیوں نہ فرمایا، آپ نے کہا: نبی کے لیے اشارہ بازی زیبا نہیں، اس مرتبہ عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح نہایت سچائی کے ساتھ اسلام لائے اور کوئی بات بعد میں ظاہر نہیں ہوئی۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں مصر وغیرہ کے والی اور حاکم رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اخیر زمانہ امارت میں عسقلان میں وفات پائی.
(دیکھئے سیرة المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مولانا محمد ادریس کاندھلوی . جلد دوم، ص: ۵۳۱)
واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند

اسلامی تاریخ کی کتب میں اس عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کے ارتداد کی مضحکہ خیز کہانی کچھ اس طرح درج هے --
عبد اللہ ابن سعد (عربی: عبداللہ بن سعد بن أبي السرح) عثمان بن عفان کے رضاعی بھائی اور سعد ابن سرح کے بیٹے تھے۔صحابی رسول اور کاتب وحی تھے۔ یہ عثمان غنی کے رضاعی بھائی ہیں، فتحِ مکہ سے پہلے ہی ایمان قبول کیا اور ہجرت کی، پھر شیطان کے بہکاوے میں آکر مرتد ہو گئے اور مشرکینِ مکہ سے جا ملے، فتحِ مکہ کے دن عثمان غنی کی سفارش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے ان کو امان دیا، پھر انھوں نے اسلام قبول کر لیا اور بہت پختہ مسلمان رہے۔

اس کے سلسلے میں روافض کی گھڑی گئ تاریخی کتابوں میں یہ بات ملتی ہے کہ ابن ابی سرح قرآن مجید کی کتابت میں تبدیلی کر دیا کرتا تھا۔

بحوالہ :

الاستیعاب 2/ 375،
فتح الباری 8/ 11،
البدایہ والنہایہ 5/35
سیرۃ ابن ہشام 3/ 405،
تاریخ خلیفہ بن خیاط 1/ 77
"نقوش" رسول نمبر 7/ 173 تا 176

اب آئیے ھماری تحقیق کی جانب .

کتب روایات سنن نسائ اور سنن ابو داؤد میں اس عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کے ارتداد کی بے سروپا کہانی کچھ اس درج ھے جنکی اسناد میں اتنا جھول جھال ھے کی الامان الحفیظ ، اسناد میں کوفیوں ، لیس بہ شئ ، وضاع اور کمزور راویوں کا راج ھے -- رھا متن تو وہ بھی خرافات سے بھرا ھوا ھے اور درایت کے کمزور سے کمزور معیار پر یہ کہانی پوری نہی اترتی - پہلے نسائی کی لن ترانی ملاحظہ کیجیئے پھر ترمذی کی بیان کردہ داستان کا لطف اٹھایئے ---

سنن نسائی حدیث # 4072
أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ ، قَالَ : حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُفَضَّلٍ ، قَالَ : حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ ، قَالَ : زَعَمَ السُّدِّيُّ ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ : لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَّا أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ ، وَقَالَ : " اقْتُلُوهُمْ ، وَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ " . عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَطَلٍ ، وَمَقِيسُ بْنُ صُبَابَةَ ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ ، فَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَطَلٍ فَأُدْرِكَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَبَقَ إِلَيْهِ سَعِيدُ بْنُ حُرَيْثٍ ، وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَسَبَقَ سَعِيدٌ عَمَّارًا ، وَكَانَ أَشَبَّ الرَّجُلَيْنِ , فَقَتَلَهُ ، وَأَمَّا مَقِيسُ بْنُ صُبَابَةَ فَأَدْرَكَهُ النَّاسُ فِي السُّوقِ فَقَتَلُوهُ ، وَأَمَّا عِكْرِمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَ فَأَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ ، فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِينَةِ : أَخْلِصُوا ، فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا هَاهُنَا . فَقَالَ عِكْرِمَةُ :

وَاللَّهِ لَئِنْ لَمْ يُنَجِّنِي مِنَ الْبَحْرِ إِلَّا الْإِخْلَاصُ لَا يُنَجِّينِي فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ ، اللَّهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ ، أَنْ آتِيَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِهِ ، فَلَأَجِدَنَّهُ عَفُوًّا كَرِيمًا . فَجَاءَ فَأَسْلَمَ ، وَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ ، فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ، فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ جَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، بَايِعْ عَبْدَ اللَّهِ . قَالَ : فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلَاثًا كُلَّ ذَلِكَ يَأْبَى فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ ، فَقَالَ : " أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ " . فَقَالُوا : وَمَا يُدْرِينَا يَا رَسُولَ اللَّهِ ، مَا فِي نَفْسِكَ هَلَّا ، أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ ؟ قَالَ : " إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ أَعْيُنٍ " .

´سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ` جب فتح مکہ کا دن آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو امان دے دی، سوائے چار مرد اور دو عورتوں کے، اور فرمایا: ”انہیں قتل کر دو چاہے تم انہیں کعبہ کے پردے سے چمٹا ہوا پاؤ“، یعنی عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ۔ عبداللہ بن خطل اس وقت پکڑا گیا جب وہ کعبے کے پردے سے چمٹا ہوا تھا۔ سعید بن حریث اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما اس کی طرف بڑھے، سعید عمار پر سبقت لے گئے، یہ زیادہ جوان تھے، چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا، مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں پایا تو اسے قتل کر دیا۔ عکرمہ (بھاگ کر) سمندر میں (کشتی پر) سوار ہو گئے، تو اسے آندھی نے گھیر لیا، کشتی کے لوگوں نے کہا: سب لوگ خالص اللہ کو پکارو اس لیے کہ تمہارے یہ معبود تمہیں یہاں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ عکرمہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر سمندر سے مجھے سوائے توحید خالص کے کوئی چیز نہیں بچا سکتی تو خشکی میں بھی اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ اے اللہ! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو مجھے میری اس مصیبت سے بچا لے گا جس میں میں پھنسا ہوا ہوں تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤں گا اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا اور میں ان کو مہربان اور بخشنے والا پاؤں گا، چنانچہ وہ آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ رہا عبداللہ بن ابی سرح، تو

وہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لیے بلایا۔ تو عثمان ان کو لے کر آئے اور اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لا کھڑا کر دیا اور بولے: اللہ کے رسول! عبداللہ سے بیعت لے لیجئے، آپ نے اپنا سر اٹھایا اور اس کی طرف تین بار دیکھا، ہر مرتبہ آپ انکار کر رہے تھے، لیکن تین مرتبہ کے بعد آپ نے اس سے بیعت لے لی، پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”کیا تم میں کوئی ایک شخص بھی سمجھ دار نہ تھا جو اس کی طرف اٹھ کھڑا ہوتا جب مجھے اس کی بیعت سے اپنا ہاتھ کھینچتے دیکھا کہ اسے قتل کر دے ؟“ لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں کیا معلوم کہ آپ کے دل میں کیا ہے؟ آپ نے اپنی آنکھ سے ہمیں اشارہ کیوں نہیں کر دیا ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کسی نبی کے لیے یہ مناسب اور لائق نہیں کہ وہ کنکھیوں سے خفیہ اشارہ کرے“۔

سنن ابی داؤد # 4359

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ زَعَمَ السُّدِّيُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ اخْتَبَأَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي سَرْحٍ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَجَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايِعْ عَبْدَ اللَّهِ ‏.‏ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثَلاَثًا كُلُّ ذَلِكَ يَأْبَى فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلاَثٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ ‏"‏ أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلَهُ ‏"‏ ‏.‏ فَقَالُوا مَا نَدْرِي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا فِي نَفْسِكَ أَلاَّ أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ قَالَ ‏"‏ إِنَّهُ لاَ يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ تَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ الأَعْيُنِ ‏"‏ ‏.‏

سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب مکہ فتح ہوا تو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چھپ گیا ، پھر آپ نے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لا کھڑا کیا ، اور عرض کیا: اللہ کے رسول ! عبداللہ سے بیعت لے لیجئے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور اس

کی طرف تین بار دیکھا ، ہر بار آپ انکار فرماتے رہے ، پھر تین دفعہ کے بعد آپ نے اس سے بیعت لے لی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی جانب متوجہ ہوئے اور فرمایا: ” کیا تم میں کوئی ایسا نیک بخت انسان نہیں تھا کہ اس وقت اسے کھڑا ہوا پا کر قتل کر دیتا ، جب اس نے یہ دیکھ لیا تھا کہ میں اس سے بیعت کے لیے اپنا ہاتھ روکے ہوئے ہوں “ تو لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول ! آپ کا جو منشا تھا ہمیں معلوم نہ ہو سکا ، آپ نے اپنی آنکھ سے ہمیں اشارہ کیوں نہیں کر دیا ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ” کسی نبی کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ کنکھیوں سے پوشیدہ اشارے کرے “ .

آیئے پہلےسنن نسائی کی روایت کی سند کا جائزہ لیتے ھیں۔

سعد بن ابی وقاصؓ سے صرف ان کے صاحبزادے معصب بن سعید روایت کر رھے ھیں ، معصب بن سعید سے سدی الکبیر روایت کر رھا ھے اس سے اسباط یعنی **اسباط بن نصر ہمدانی .** چند کوفی عراقی اس کو مفسر ، محدث اور حدیث نبوی کے راوی کہتے ھیں۔ ایک مشکوک راوی سمجھا جاتا ھے کوئ اسکو صدوق اور کوئ کثیر الخطاء سمجھتا ہے۔ اس کی وفات 177 ہجری میں ہوئی۔

اسباط بن نصر ہمدانی کے بارے میں جرح اور تعدیل :

ابو زرعہ رازی نے کہا: اس میں اور اس کی ذات میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن جہاں تک اس کی حدیث کا تعلق ہے، وہ غیر معروف اور منکر ہے۔ ابو نعیم اصبہانی نے کہا: وہ حدیث کو بدل دیتے تھے۔ ابو نعیم الفضل بن دکین کہتے ہیں: ان کی احادیث میں عام طور پر ایک الٹا سلسلہ تھا اور ایک مرتبہ:لا باس بہ " اس میں کوئی حرج نہیں تھا سوائے اس کے کہ یہ احمق ہے۔ احمد بن حنبل نے کہا: میں نہیں جانتا، گویا یہ ضعیف ہے۔ احمد بن شعیب النسائی نے کہا: وہ مضبوط نہیں ہے۔ ابن حجر عسقلانی نے کہا: وہ صدوق ہے اور اکثر غلطی کرتا ہے۔ زکریا بن یحییٰ ساجی نے کہا: اس نے ایسی احادیث بیان کی ہیں جن کی پیروی سماک بن حرب سے نہیں ہو سکتی۔ محمد بن اسماعیل بخاری نے کہا: صدوق ہے۔ موسیٰ بن ہارون حمال نے کہا: لا باس بہ " اس میں کوئی حرج نہیں

تھا۔ یحییٰ بن معین نے کہا: وہ ثقہ ہے اور ایک مرتبہ کہا: لیس بشئ " وہ کچھ نہیں ہے.

بحوالہ :

"تهذيب الكمال - المزي - ج 2- صفحہ 357"
"موسوعة الحديث : أسباط بن نصر"

نوٹ : جرح و تعدیل کی ٹرمنالوجی میں صدوق کسی بھی راوی کی ثقاهت کا سب سے کمزور ترین درجہ سمجھا جاتا ھے .یعنی نامی گرامی جھوٹا نہ ھو ، حدیث گھڑنے والی فیکٹری نہ ھو ، اصحاب رسول پر کھلے عام سب و شتم نہ کرتا ھو ۔چھوٹا موٹا جھوٹا ھو ، کھبی کھبار حدیث گھڑ لے ، شعیت کا اظہار کھل کر نہ کرتا ھو تو بھی بخاری بھی پیار سے ایسے راویوں کو صدوق کہہ دیتا تھا اور یحیی بن معین کی یاداشت کا مسئلہ ھمیشہ رھا ان کا دماغی سنتولن مشکوک ھی رھا کیونکہ صبح کسی راوی کو ثقہ کہہ دیا تو شام کو اسی کو لیس بہ شئ یعنی کچھ بھی نہی ھے کہہ دیا ۔ نسائی کا یہ ڈرامہ تھا کہ راویوں کو ضعیف بھی کہتا تھا اور ان سے روایتیں بھی بیان کرتا رھا ۔

اسباط بن نصر ہمدانی سے یہ داستان ایک نامی گرامی کوفی احمد بن مفضل بیان کر رھا ھے جس کی پیدائش کا سال نا معلوم ھے البتہ یہ 215 ھجری میں فوت ھوا ۔ اس کے بارے میں جو کہانیاں بیان کی جاتی ھیں پڑھیں اور دھمال ڈالیں --

قال أبو حاتم: كان صدوقا، وكان من رؤساء الشيعة [تهذيب الكمال (1/ 487)]

وسئل أبي عنه، فقال: كان صدوقا [الجرح والتعديل لابن أبي حاتم (2/ 77)]

وأبو حاتم وقال: كان صدوقا من رؤساء الشيعة [تهذيب التهذيب (1/ 47)]

کسی راوی کو صدوق کہنے کا معاملہ تو ہم پہلے ھی عرض کر چکے ھیں اور شیعہ کی تعریف آپ ھم سے بہتر کر سکتے ھیں ۔ پھر یہ تو شیعوں کے رؤسا یعنی سرداروں میں شمار کیا جاتا تھا۔

اب رہ گئے قاسم بن زکریا بن دینار جو نسائ کے استاد رہ چکے ھیں یہ بھی کوفی ھیں . ان کا زیادہ حال احوال نہیں ملتا صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ کوفی تھے اورروایت بالمعنی کیا کرتے تھے .غرض یہ کہ کوفیوں کے درمیان گھومنے والی اس کہانی میں ایسے جھول جھال ھیں کہ بیان سے باھرھی سمجھ لیں۔

اب پہلے سنن نسائ کی روایت کے متن میں بیان کیئےگئے ایک عجیب قصے کی طرف آتے ھیں !

" وَأَمَّا عِكْرِمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَ فَأَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ ، فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِينَةِ : أَخْلِصُوا ، فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا هَاهُنَا . فَقَالَ عِكْرِمَةُ : وَاللَّهِ لَئِنْ لَمْ يُنَجِّنِي مِنَ الْبَحْرِ إِلَّا الْإِخْلَاصُ لَا يُنَجِّينِي فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ ، اللَّهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ ، أَنْ آتِيَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِهِ ، فَلَأَجِدَنَّهُ عَفُوًّا كَرِيمًا . فَجَاءَ فَأَسْلَمَ "

عکرمہ بھاگ کر سمندر میں کشتی پرسوار ہو گیا، تو اسے آندھی نے گھیر لیا، کشتی کے لوگوں نے کہا: سب لوگ خالص اللہ کو پکارو اس لیے کہ تمہارے یہ معبود تمہیں یہاں کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ عکرمہ نے کہا: اللہ کی قسم! اگر سمندر سے مجھے سوائے توحید خالص کے کوئی چیز نہیں بچا سکتی تو خشکی میں بھی اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ اے اللہ! میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر تو مجھے میری اس مصیبت سے بچا لے گا جس میں میں پھنسا ہوا ہوں تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤں گا اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا اور میں ان کو مہربان اور بخشنے والا پاؤں گا، چنانچہ وہ آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

اب اس متن پر ھمارا تبصرہ صرف اتنا سا ھے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کا بیان ھو رھا ھے اور مکہ مکرمہ میں سمندر/ دریا / بحر کہاں سے آ گیا کہ جس میں کشتیاں چل رھی تھیں اور عکرمہ بن ابی جہل کشتی پر سوار ھو گیا تھا ؟ کیا

عکرمہ بن ابی جہل کوئ پرندہ تھا کہ اڑتا ھوا کسی سمندر کے کنارے جا پہنچا اور ٹکٹ کٹا کر کشتی پر سوار ھو گیا ؟
یہ روایت سند کے علاوہ متن اور درایت کے لحاظ سے بھی کچرے کا ڈھیر ھے ۔ لگتا ھے نسائ کھبی مکہ مکرمہ نہی آیا ورنہ اس پھگلیا کے بچے کو علم ھوتا کہ مکہ مکرمہ میں کوئ سمندر یا بحر نہی ھے۔ نسائی کی اس روایت کی سند میں نسائی کے علاوہ چھ راوی ھیں ان میں سے کسی کو علم نہی تھا کہ مکہ مکرمہ کسی سمندر یا بحر کے کنارے واقع نہی ھےسمندر یا دریا تو دور کی بات مکہ کے آس پاس کوئ ندی نالہ بھی نہی پایا جاتا اور زم زم کے چشمے میں کشتیاں نہی چل سکتیں۔ حد ھو گئ ھے دارالعلوم دیو بند کے چنڈو دیوتاؤں کو بھی علم نہی ھے کہ مکہ مکرمہ میں کوئ سمندر/ بحر نہی ھے ۔

اب سنن ابو داؤد کی روایت کا جائزہ لیں تو معلوم ھوتا ھے کہ راویوں کے بیان کے مطابق عثمان بن عفان ؓ نے ایک مرتد قسم کے بندے کو پناہ دی ھوئ تھی اور دیدہ دلیری سے رسول کریم ؐ پر دباؤ ڈال کر اس مجرم کو معافی دلوانے کی تگ و دو کر رھے تھے ۔ امیر المومنین عثمان بن عفان ؓ پر تبراہ بازی کن متعہ بازوں کا خاندانی و نسلی پیشہ ھے سب کو علم ھے ۔ نسائی اور ابو داؤد کی روایت میں آخری راوی جدا ھیں یعنی سنن نسائی میں قاسم بن زکریا بن دینار آخری راوی ھے اورسنن ابو داؤد میں عثمان بن ابی شیبہ آخری راوی ھے اور ان دونوں نے یہ روایت احمد بن مفضل سے بیان کی ھے لیکن اس احمد بن مفضل نے دونوں سے الگ الگ کہانی بیان کی ھے ۔ کوفہ میں بھی بڑے بڑے قصہ خوانی بازار اور چنڈو خانے زور و شور سے چل رھے تھے ۔
اب سب ھوش والوں کو سمجھ آ جانی چاہیئے کہ ارتداد کی کہانی صرف صحاح ستہ کی ایک گھڑنت داستان ھے باقی مدہوش فرقہ پرستوں کو مدھوشی میں ھی مگن رھنے دیا جائے۔